مضامین الحکم

حضرت اقدس کی سوانح عمری

شیخ یعقوب علی صاحب بھجے

معاف فرماویں اگر میں ان سے اخلاص کے ساتھ یہ کہدوں کہ وہ اپنی دماغی قابلیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کی حضور میں پوچھے جائینگے۔ اگر وہ اسباب کی موجودگی میں خدا کے سچے نبی اور صادق مامور کی سوانح عمری لکھنے میں کوتاہی و کاہلی فرمائینگے۔ احمدی قوم اپنی مقتدا و مولیٰ کی لائف دیکھنے کے لئے ہمہ تن انتظار ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب کے پاس اس کا میٹیریل بہت کچھ جمع ہے۔ اور ابھی وہ لوگ بھی زندہ ہیں جن کے سامنے حضرت جری اللہ نے اپنا بچپن گذارا پس بہت عمدہ موقعہ ہے اگر آپ ہماری آرزو کو پورا کردیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ جب آپ اس کام کو شروع کرینگے تو جو کچھ مشکلات موجودہ صورت میں نظر آتی ہیں وہ سب انشاء اللہ حل ہو جائینگی۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے۔ واللہ الموفق

خلیفۃ المسیح کی روانگی

۱۵۔ جون۔ صبح ۴½ بجے حضرت امیر المومنین مع اہل بیت و حضرت صاحبزادہ والا تبار و دیگر رفقاء لاہور روانہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ بخیر و عافیت ان کو واپس لاوے۔

حمد و ثنا اُس خداے پاک کی | جسنے بھیجا ہے محمد سا نبی
اس نبی پر ہوں ہزاروں ہی سلام | جسکا مظہر ہے مسیح احمدی
اس مسیحا پر مری جاں ہو فدا | نور سے پھیلی ہے جس کے روشنی
روشنی ایسی کہ ان ظلمات میں | رہنمائی کرتی ہے انسان کی
جاہلوں دل ... کیونکر خدا | آؤ دکھلائیں ہم ابھی
... یہ پیری کا وقت | اور پھر گرمی کی شدت ہے بڑی
... کرشمے دیکھئے | عذر باطل ہو گئے یکدم سبھی
... محبت ہو پیار | اس کے عہدوں کی وفا لازم ہوئی
... | کام وہ جو کرکے دکھلائیں ابھی

صد ہزاراں دل کہ ہمراہ تو اند
این نہ پنداری کہ تنہا مے روی

المرء لوخذ باقرارہ

بخاری کی ایک حدیث پر اہل فقہ کے نامہ نگار نے اپنی نادانی سے اعتراض کیا اور اسے موضوع ٹھہرایا۔ ہم نے لکھا کہ حدیث کو موضوع ثابت کرنا ہے تو اس اصول سے کیجئے جو محدثین کے نزدیک مسلم ہے۔ امام غزالی فلسفہ کے امام مانے جا سکتے ہیں ان کے کہنے سے (بشرطیکہ اس کا ثبوت ہو) حدیث موضوع نہیں ہوسکتی۔ اسپر اہل فقہ بڑے جوش میں آکر لکھتے ہیں "امام غزالی جیسے سمجھدار اور فلسفی کی تنقید کا کیوں اعتبار ہونا چاہیئے"

سو ہم امام غزالی رح کی کتاب سے مندرجہ ذیل کو درج کرتے ہیں:۔

"اور روایت ہے کہ قاضی ابو یوسف آخر برس میں اپنا مال اپنی بی بی کو ہبہ کردیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام اس سے ہبہ کرا لیتے۔ تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے۔ یہ بات کسی نے حضرت ابو حنیفہ رح سے نقل کی آپ نے فرمایا کہ یہ امر ان کی فقہ کی جہت سے ہے۔ اور درست فرمایا۔ اس لئے کہ یہ حیلہ صرف دنیا کے فقہ کا ہوا۔ مگر اس کا ضرر آخرت میں ہر گناہ سے بڑھکر ہے" (باب العلم صفحہ ۳۷ ترجمہ احیاء العلوم الدین)

میں ایڈیٹر اہل فقہ سے سفارش کرونگا کہ وہ ایکبار پھر اپنا لکھا ہوا فقرہ پڑھے۔ امام غزالی کی تصانیف کو دیکھکر یہ امر بالبداہت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ علوم کے ہر ایک شعبہ میں کمال رکھتے تھے × × ×

یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا امام غزالی جیسے سمجھدار اور فلسفی کی تنقید کا کیوں اعتبار ہونا چاہیئے؟ امام ابو یوسف رح کے متعلق تنقید ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید کا اعجاز

اللہ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کو واضح کردیا ہے کہ بحری سفر میں بچانیوالا وہی

ایک ہے جو انسان کا ہر حالت میں نگران اور ہر مشکل سے اسکو نکالنے والا ہے۔ آجکل کے ساز و سامان پر مغرور ہو کر بعض نادان اس صداقت کی ہنسی اُڑانے لگے تھے کہ خدا کی قہری تجلی نے ٹائٹنک جہاز کے غرق کرنے کی صورت میں اپنا ظہور کیا اور بڑے بڑے سائنس دانوں اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کو منوا کے چھوڑا کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اور اس کا یہ کلام بالکل سچ ہے۔ ربکم الذی یزجی لکم الفلک فی البحر لتبتغوا من فضلہ انہ کان بکم رحیما۔ واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ۔ فلما نجکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفورا ۱۵ (بنی اسرائیل)

اس کے بعد میں نے تعجب سے بعض لوگوں کی زبانی سُنا کہ ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین۔ موجودہ زمانہ میں شہری لوگوں کے لئے عبرت انگیز آیت نہیں ہوسکتی جنہیں گھر بیٹھے بیٹھے چوتھی چوتھی منزل پر نلوں کے ذریعہ پانی پہنچتا ہے۔ اگرچہ یہ اس قائل کی غلطی تھی کیونکہ نلوں کا منبع تو وہی چشمے اور کنوئیں ہیں جن کو خدا تعالیٰ ایک پل میں سُکھا دے تو مجال دم زدن نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی سمجھا دیا چنانچہ روزانہ زمیندار سے معلوم ہوا کہ دہلی کے پانی کے نل یکدم بند ہو گئے پھر بہت کوشش کی گئی مگر کچھ ایسا نقص واقع ہو گیا کہ تمام شہر والوں کو پانی نہ مل سکا تب سب پکار اُٹھے جو اس آیت قل ارءیتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین" کا جواب ہے اللہ یاتینا بہ وھو ربنا ورب العلمین

آب آگیا ہوش

روزانہ پیسہ میں ایک مضمون چھپا ہے کہ [illegible] مراد مشہد مقدس [illegible] رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات دیئے ہیں

کہ **خلیفہ** بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور یسفک الدم ہے۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اسے کہونگا کہ

آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے

اگر وہ ابی اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری **خلافت** پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے **اسجدوا لادم** کی طرف لے آئیگی اور اگر **ابلیس** ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائیگا۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ان کی مخالفت کرنیوالوں نے تو یہانتک بھی کوشش کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلیفہ بنایا رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں مگر کیا تم نہیں دیکھتے کہ کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے

یہ وہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا اس کے بانیوں اور امداد کنندوں کے لئے میں نے بہت دعا کی ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں عرش تک پہنچی ہیں۔ پس اس مسجد میں کھڑے ہو کر جس نے مجھے بہت خوش کیا اور اس شہر میں آ کر اس مسجد میں آنے سے خوشی ہوئی ہے۔ میں اس کو ظاہر کرتا ہوں کہ جس طرح پر [illegible] اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے **خلیفہ** بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے **خلیفہ بنایا ہے۔**

اگر کوئی کہے کہ **انجمن** نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ **مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔** پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں **اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں** اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ **اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔**

اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے۔ جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے پھر داماد کے لحاظ سے نواب محمد علی خان کو کہدیں پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب کا حق ہے یا ام المومنین کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے **فرمانبردار اور وفادار** ہیں اور انہوں نے اپنا دعویٰ میرے سامنے پیش نہیں کیا۔

مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نورالدین کا مرید نہیں۔ یہ سخت غلطی ہے جو کی گئی ہے۔ مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علی خان کرتا ہے۔

تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا

میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا۔ بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں ان کو خدا کی رضا کے لئے **محبت** ہے۔ **بیوی** صاحب کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔

ایڈیٹر بدر کا فرض تھا کہ وہ ایسی تحریک فوراً تردید کرتا اور لکھ دیتا کہ یہ جھوٹ ہے **میاں محمود بالغ** ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا **سچا فرمانبردار** ہے اور ایسا فرمانبردار کہ **تم میں ایک بھی نہیں** جس طرح پر علی۔ فاطمہ۔ عباس نے ابوبکر کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے۔ اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا کہ **میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔**

سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا۔ تب بھی میرا یہی لباس تھا میں امرا کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا مرید ہو کر بھی میں اسی حالت میں رہا مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا۔ میرے خیال و وہم میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے **مصالح** سے چاہا مجھے تمہارا امام اور **خلیفہ** بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے۔ ان کو بھی میرے سامنے **جھکا دیا۔** اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ اس اخبار کو جس نے ایسا غلط واقع لکھا ہے اب بھی تلافی کرنی چاہئے اور ایسے طور پر کہ ہمارے پیارے **محمود** اور اس کے بھائیوں سے پوچھ کر تلافی کرے میں کسی کا خوشامدی نہیں مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ تمہاری نذور اور پرورش کا محتاج ہوں اور خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گذرے۔

اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا ہے کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے تم کسی کی کیا کفالت کرو گے جبکہ تم فقرا ہو واللہ الغنی وانتم الفقرا۔ جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ

یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے

اس سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا **خلیفہ** بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ **جھوٹا اور فاسق** ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو **ابلیس** نہ بنو۔

مسئلہ اکفار

دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے وہ **اکفار** کا مسئلہ ہے اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہئے؟ اس مسئلہ کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ہمارے بادشاہ۔ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے مگر تم پھر بھی جھگڑتے ہو سنو! ایک امام مثنوی روم کے مصنف ہیں وہ علم کلام کی کتاب ہے مگر **وحدۃ وجود** والے ان کے ہر قول کو وحدۃ وجود میں لے آتے ہیں۔ انہوں نے ایک جگہ مذاہب کے اختلاف کو بیان کر کے لکھا ہے

وحدۃ اندر وحدۃ است این مثنوی

گویا مولانا مثنوی ایک راہ بتائیگی اور یہ مثنوی وحدۃ سے باہر نہیں جائیگی ہے جس کے معنی کوئی اور کرے یہ اس کا اختیار ہے۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے ؎

بشنو از نے چوں حکائت مے کند
وز جدائیہا شکائت مے کند

نے میں کوئی بولتا ہے تو وہ بھی بولتی ہے یہ انبیاء علیہم السلام کی شان ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے بلکہ خدا تعالیٰ کے بلانے سے بولتے ہیں اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

خدا تعالیٰ کے رسولوں کی اتباع خدا تعالیٰ کی اتباع ہے اور ان کی اتباع سے منحرف ہونا اور انکار کرنا اللہ تعالیٰ کا انکار ہوتا ہے **خدا تعالیٰ** کی ہستی کا اقرار کبھی مکمل اور **مؤثر** نہیں ہوتا جب تک انبیاء علیہم السلام کی **نبوت** پر یقین اور ایمان نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کا پتہ لگ جاوے اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ خدا تعالیٰ سے غافل اور دور ہوتے ہیں اور اُن میں اور خدا تعالیٰ میں ایک تفرقہ اور جدائی ہوتی ہے اس لئے

وز جدائیہا شکائت مے کند

وہ نبوی نے اس تفرقہ و جدائی کی شکائت کرتی ہے یہ بہت دقیق اور طویل مضمون ہے اس وقت اس پر زیادہ نہیں کہتا۔ **انبیاء کی ضرورت اور ان پر ایمان** کے متعلق قرآن مجید نے کھول کر بیان کیا ہے۔

غرض مثنوی کے مصنف نے ایک حکائت لکھی ہے کہ پچھلی قوم کو ایک ہادی کے ماننے میں سہولت ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کس وقت آتے ہیں؟ اُن کی آیات۔ کرامات معجزات کیا ہوتے ہیں؟ کیونکہ پہلے انبیاء کی ایک جماعت آچکی ہوتی ہے مگر پہلوں کو مشکل ہوتی ہے ان کے مقابلہ میں پچھلوں کو سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔ وہ پہلوں کی تعلیم پیش کر دیتا ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ باوجودیکہ پہلے نبی پچھلوں کے لئے راہ صاف کر جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی پیچھے آنے والوں پر ان کی قوم اعتراض کرتی اور ان کا انکار کر دیتی ہے پس یہ کیسی صاف راہ ہے کہ

ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود

ہاں جب کوئی نبی آیا اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے؟

اچھا یہی کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے **کفر۔ ایمان** اور **شرک** کو کھول کر بیان کر دیا ہے پہلے **نبی** آتے رہے ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ **ماننے والے** اور **نہ ماننے والے**۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا؟ اور کوئی سوال اُٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں جواب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں؟

قرآن مجید میں ایک مثال اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۝ فرمایا ایمان ہو یا کفر ہو۔ شرک ہو۔ فسق ہو۔ نفاق ہو۔ ان کی مثال ایک درخت کی سی ہے ایمان کی **مثال** ایک پاک درخت کی سی ہے اور کفر۔ شرک۔ فسق۔ نفاق وغیرہ کی مثال ایک **خبیث** درخت کی سی ہے جب وہ زمین میں بویا جاوے تو ایک لو نکلتی کوئی اس کو دیکھ کر نہیں کہہ سکتا۔ کہ گھاس جتنا ہوگا۔ یا بڑ کے درخت جتنا ہوگا۔ پھر وہ بڑھتے بڑھتے ایک زمانہ میں اپنی حقیقت خود بتا دیگا۔ جب وہ بڑ کا درخت ہوگا تو بڑ کی طرح بڑھیگا اور پھیلیگا اور آخر بڑ ہی کہلائیگا اب اگر اس کے ایک دو پتہ توڑ ڈالو۔ تو کیا کہہ دوگے کہ بڑ سوکھ گیا۔ جب ہزار دو ہزار پتہ توڑ کر لے آؤ گے تو اسی درجہ تک اس کی حیثیت کم ہو جائیگی پھر جب لاکھ دو لاکھ پتے اتار لوگے تو اور بھی گھٹیگا پھر جب اس کی ڈالیاں اور شاخیں کاٹ دوگے تو اور بھی۔

دیکھو اونٹوں والے پیپل کے درخت کو کاٹ لیتے ہیں۔ ڈالیاں کٹنے سے ابھی درخت موجود ہوتا ہے اور جڑ کٹ جاوے تو کچھ نہیں رہتا۔ اسی طرح **کفر۔ شرک۔ فسق** اور **نفاق** ہے۔

ایک شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ دوسرا کہے مانتا ہوں اس صورت میں اللہ تعالیٰ کو ماننے والا مقدم ہے اب ایک اور ہے جو اللہ تعالیٰ کو ماننے کے ساتھ کہتا ہے بُت کو بھی سجدہ کر لو مگر دوسرا کہتا ہے بُت پرستی نہیں کرنی چاہیئے۔ اب یہ **موحد** اُس مشرک کے مقابلہ میں مقدم ہے۔ پھر ایک اور ہیں جو **نبیوں** کو مانتے ہیں اور دوسرے نہیں مانتے اب نبیوں کو ماننے والا منکر سے **مقدم ہوگا** ایک قوم ہے جو ادریس اور یحییٰ کو مانتی ہے قرآن شریف ان کو **صابی** کہتا ہے یہ قوم اب بھی ہے یہود بہت سے نبیوں کو مانتے ہیں مگر **مسیح** کا انکار کرتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو **مسیح** کا بھی اقرار کرتے ہیں پس جو مسیح کو مانتے ہیں وہ اُن کے منکروں سے قریب ہو گئے پھر عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اقرار کر دیا۔ ابوبکرؓ ان سب سے افضل ہو گیا۔ اب صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ اولیاء اللہ۔ چشتی۔ قادری۔ سہروردی ہوں یا نقشبندی ہوں۔ رفاعی ہوں یا احمدی (مرزائی) ہوں ان میں راستبازوں کے ماننے والے اور ٹھٹھے کرنے والے اپنے مراتب رکھیں گے جو انکار راستباز کا کرتا جاویگا وہ گرتا جاویگا۔

یہ بنیاد **رافضیوں** نے رکھی ایک رافضی نے مجھے ایک رسالہ دکھایا جس کا نام طریق نجات تھا اس نے تمام اولیاء پر ایک **لعنت کا باب** الگ رکھا ہے۔ تمام محدثین پر **لعنت کا باب الگ**۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ تم نے حد کر دی ہے تمہیں کچھ بھی نصیب ہوگا وہ **چھوٹا ہی مر گیا**۔ جیسا میں نے ابھی کہا ہے یہ رفض کا شعبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہیئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ خلیفہ کرتا ہی کیا ہے لڑکوں کو پڑھاتا رہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ کتابوں کا عشق ہے اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگینگی جس نے **مجھے خلیفہ بنایا** یہ لوگ ایسے ہیں جیسے رافضی ہیں۔ **جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں**۔ غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔

حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر

وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے۔ تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔ جس میں آنیوالے کا نام نبی اللہ رکھا ہے پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں ایک شخص اسلام کو مانتا ہے اس حصہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھو جسطرح پر یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کرکے بھی ہمارے قریبی ہوسکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے۔ جیسے رافضی **صحابہ** کا کرتے ہیں۔

ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکمے لوگ ان میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں نکمے لوگ ہیں اور کام نہیں ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو قلعے فتح کرتے ہیں اور ایک یہ ہیں۔

کیا کوئی خلافت کے کام میں روک ہے

تیسری بات یہ ہے کہ بعض کو یہ خیال ہے اور وہ میرے دوست کہلاتے ہیں اور میرے دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ خلافت کے کام میں روک **لاہور** کے لوگ ڈالتے ہیں میں نے قرآن کریم اور حدیث کو استاد سے پڑھا ہے اور میں دل سے سمجھتا ہوں۔ میرے دل میں قرآن اور حدیث صحیح کی محبت بھری ہوئی ہے **سیرۃ** کی کتابیں ہزاروں روپیہ خرچ کرکے لیتا ہوں ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہی میرا ایمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو کوئی اُس کو روک نہیں سکتا۔

آدم اور **داؤد** کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح پر ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے **مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا** اب اور سنو

انا جعلناکم خلائف فی الارض

تم سب کو بھی زمین میں اللہ تعالیٰ نے ہی خلیفہ کیا۔ یہ خلافت اور رنگ کی ہے پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔

لاہور میرا گھر نہیں میرا گھر کبھی **بھیرہ** میں تھا اب **قادیان** میں ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ **لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں روک بنا ہے نہ بن سکتا ہے** پس تم ان پر بدظنی نہ کرو۔

قرآن مجید میں فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا **اجتنبوا** کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والظن فان الظن اکذب **الحدیث**

اللہ تعالیٰ نے یہی تعلیم دی ہے بدظنی سے ہٹ جاؤ۔ یہ برباد کردیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدظن بڑا جھوٹا ہوتا ہے پس تم بدظنی نہ کرو۔

اب بھی میرے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے وہ لکھتا ہے کہ لاہور کی جماعت **خلافت** میں ایک روک ہے میں ایسا اعتراض کرنے والوں کو کہتا ہوں کہ یہ بدظنی ہے اس کو چھوڑ دو۔ تم پہلے ان جیسے اپنے آپ کو **مخلص بناؤ**۔ لاہور کے لوگ مخلص ہیں حضرت صاحب سے انہیں **محبت** ہے۔ غلطی انسان کا کام ہے۔ کسی سے ہوجاتی ہے ان سے بھی غلطی ہوتی ہے یہ جُدی بات ہے مگر ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں تم بھی کرکے دکھلاؤ۔

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ جو **لاہوریوں** پر بدظن ہے کہ وہ خلافت میں روک ہیں اسے یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدظنی کرنے والے کو یہ سرٹیفکیٹ ملتا ہے ان الظن اکذب **الحدیث** اور اللہ جلشانہ نے فرمایا **اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم** وہاں سے اثم کا خطاب ملتا ہے۔ بدظنی سے پھر غیبت نصیب ہوتی ہے اور اس کے متعلق فرمایا **لا یغتب بعضکم بعضا**۔ پس مخلصوں پر بدظنی کرتے ہو اور میرا دل دکھاتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ تمہارے لئے میں دعائیں کرتا ہوں ان سے محروم نہ بنو۔

اگر مان لیا ہے تو شکر کرو نہیں تو صبر کی دعا موجود ہے۔ میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے اس رقعہ کو دیکھ کر سمجھاتا ہوں کہ **خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں**۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مرجاؤں گا (اللّٰھم متعنا بطول حیاتہ) **تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہیگا اور خدا اس کو آپ کھڑا کردیگا۔**

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو **مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے**۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو۔ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سُنی جاتی ہیں میرا مولا میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کردیتا ہے۔ **میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے**۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو۔

وہ اخبار نویس* جو لکھتا ہے کہ کوئی رشتہ دار میرا معتقد نہیں توبہ کرلے وہ مرزا صاحب کے رشتہ داروں سے پوچھ لے۔ مرزا سلطان احمد صاحب کی بیوی اور بچے تک تو میرے مرید ہیں اور وہ آپ حضرت صاحب کی زندگی میں بھی میرا معتقد تھا پس جو ایسا کہتے ہیں کہ رشتہ دار میرے مرید نہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں۔

کیا **کفر** کا لفظ بھیانک معنے رکھتا ہے اور کفر بمعنے انکار نہیں؟

اگر کہو کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی ہوتی ہے اسے چھوڑ دو۔ جو شخص

---

* **حاشیہ**۔ برادرم **صادق** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خدام میں سے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح صاحب کے ساتھ انہیں ارادت تامہ ہے انہوں نے جو مضمون پیسا اخبار میں سے نقل کیا تھا گو اس کی اجمالی تردید پہلے صفحہ پر کی تھی اس سے وہ شبہ جو **حضرت خلیفۃ المسیح** نے ظاہر کیا باقی رہتا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے غلطی سے لوگوں کو بچانے کے لئے اس پر زور دیا اور **برادر صادق** کی محبت اور اخلاص نے ایک لحظہ کے لئے بھی گوارا نہ کیا کہ اس کی تردید نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے اُسی روز شام کو اس کی تردید میں ایک اشتہار شایع کردیا۔ بدر ۲۰ جون ۱۹۱۲ء کے ساتھ ضمیمہ ہوا ہے۔ جزاہ احسن الجزا۔ ایڈیٹر

بلنی کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اس میں مبتلا نہ ہو۔ میں سُنتا ہوں کہ تم آپس میں اختلاف کرتے ہو۔ اختلاف انسان کی فطرت میں ہے یہ ہٹ نہیں سکتا مگر **اس کو شغل نہ بناؤ**۔ جس امر پر اللہ تعالیٰ نے تم کو جمع کر دیا ہے اس **وحدۃ** کے مرکز کو نہ چھوڑو۔

کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھ کر بددعا کا جوش آتا ہے مگر رحم سے کام لیتا ہوں۔ توبہ کر لو۔ **ہماری زندگی میں چھوڑ دو۔**

تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئیگا اللہ تعالیٰ جیسا چاہیگا وہ تم سے معاملہ کریگا

سنو! تمہاری نزائیں تین قسم کی ہیں۔ **اول** اُن امور اور مسائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے **جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔**

دوسرے جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی۔ اُن پر بولنے کا تمہیں **کوئی حق** نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب خلیفہ نہیں بولتا **یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا**۔ ان پر رائے زنی نہ کرو۔

تیسرے جن پر ہمارے امام اور مقتدا نے قلم نہیں اُٹھایا تم ان پر جرأت نہ کرو۔ ورنہ تمہاری تحریریں اور کاغذ ردی کر دیں گے۔ تم میں سے کوئی تصنیف کرتا ہے۔ اور اگر کہو کہ تمہارا قلم نہیں لکھ سکتا تو کیا ہم بھی نہ لکھیں تو **نور الدین۔ تصدیق فصل الخطاب۔ ابطال** الوہیت مسیح کو پڑھ لو۔ مجھے لکھنا آتا ہے اور خوب آتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت نے روک رکھا ہے اور **وہاں خدا نے روکا ہے۔**

اب بھی تمہارے رسائل میں غلطیاں ہوتی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ خاموش رہوں۔ تم کیا ہستی رکھتے ہو کہ جو نہ میرے دربار سے اجازت ملتی ہے نہ خدا کی طرف سے تمہیں امر ہوتا ہے اور تم جرأت کرتے ہو۔ دیکھو یاد رکھو۔ تمہاری کوئی جماعت نہ بنیگی تم لکھ رکھو کوئی ایسی جماعت بنا نہ سکو گے۔

پس میری بات کو یاد رکھو اور بدظنی چھوڑ دو۔ تفرقہ نہ کرو۔ حضرت صاحب نے جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے اس کے **خلاف** نہ کہو نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ رہوگے۔ یہ خیال چھوڑ دو کہ لاہور کے لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسا نہ کروگے تو پھر خدا مسیلمہ کا سا معاملہ کریگا۔

جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو۔ درود اور استغفار پڑھو۔ حلال طیب کماؤ اور کھاؤ۔ ان بیہودہ باتوں سے کوئی نفع نہیں اُٹھا سکتے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان نکما نہیں بیٹھ سکتا۔ میں نئے تجربہ کی سپارش نہیں کرتا بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ حالت ایسی ہی ہے کہ اگر بیوی اچھی خوبصورت مل گئی تو صرف شہوانی کام رہ گیا۔ اسی شہر میں ایک بڑا آدمی گذرا ہے ایک انگریز اس سے ملنے کو آیا اُس کو اس نے اپنی فوج کا معائنہ کرایا۔ رسالے۔ پیادے۔ توپخانہ وغیرہ دکھا کر پوچھا کہ کیسی فوج ہے اس نے شکریہ ادا کیا اور اظہار مسرت کیا۔ فوج سامنے کھڑی تھی مگر حکم دیا کہ خاصہ کی فوج لاؤ۔ اندر سے بڑی خوبصورت عورتیں ہتھیار لگائے ہوئے آگئیں اس انگریز سے پوچھا کہ ایسی فوج بھی دیکھی ہے اس نے کہا کبھی نہیں۔ اس پر اس رئیس نے کہا کہ پہلی فوج میری ہے اگر وہ بغاوت کر دے تو میں اکیلا اسے تبہ کر سکتا ہوں۔ مگر اس فوج کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست کھاتا ہوں۔

غرض کچھ مسلمان تو اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور تیار ہیں اور کچھ وہ ہیں جو نکمے ہیں۔ سارا دن مباحثات کرتے ہیں ان سے پوچھو فرشتوں نے اعتراض کر کے کیا لیا تھا پس تم ان جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر

تم میں ایسے لوگ ہوں جو خیر مسلم کی طرف بلانے والے ہوں۔ پسندیدہ اور بھلائی کے کاموں کا امر کریں اور ناپسند باتوں کو روکیں وہ مظفر و منصور ہوں گے اب میں پھر نصیحت کرتا ہوں میرے بڑھاپے اور بیماری کو دیکھ لو اپنے اختلافوں کو دیکھ لو کیا یہ تمہیں خدا سے ملا دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر ہماری بات مانو اور محبت سے رہو۔ اور اس طرح پر رہو کہ میں تمہیں دیکھ کر اسی طرح خوش ہو جاؤں جس طرح مسجد کو دیکھ کر خوش ہوا۔ جس طرح شہر میں داخل ہو کر مسجد کو دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔ خدا کرے کہ **جاتے ہوئے مجھے یہ آواز دے کہ تم باہم ایک ہو۔ اور تم محبت سے رہتے ہو۔**

تم بھی دعاؤں سے کام لو۔ میں بھی تمہارے لئے دعا کرونگا۔ وباللہ التوفیق۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور کے متعلق زمیندار اخبار نے ایک غلط فہمی پھیلائی جس کی بنا پر روزانہ پیسہ اخبار میں ایک نہایت بیہودہ اور دل آزار مضمون شائع کیا گیا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو اور بھی گالیاں اس نادان نے دی ہیں اور ان گالیوں کا محرک اول زمیندار ہے جس نے غلط فہمی پھیلائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور جو میں نے نوٹ کی تھی۔ اب ترتیب کے بعد حضرت **خلیفۃ المسیح** کی اصلاح اور درستی کے بعد میں اسے شائع کرتا ہوں اس کو پڑھ لینے کے بعد ان تمام یاوہ گوئیوں کی خود بخود تردید ہو جائیگی جو ہمارے معتقدات کے متعلق پھیلائی گئی ہیں دیانت اور تقویٰ کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ لوگ اس تقریر کے شائع ہونے تک انتظار کرتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو ان کے خبث کا اظہار مقصود تھا وہ ظاہر ہوگیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح رض کی تقریر تو واضح اور مبرہن تھی۔ مگر
عقل کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا تیرا رُخ کافرو دیندار کا

دیکھنا چاہئے کہ یہ جلد باز اس تقریر کی اشاعت کے بعد کہاں تک اپنی غلطیوں کی اصلاح کی جرأت کرتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے تمام نزاعوں کا فیصلہ ایک ہی جملہ سے کر دیا ہے۔

"جن مسائل کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ وہ احمدی نہیں"

اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی جھگڑا باقی رہ جاتا ہو جس مسئلہ پر تم قول فیصل چاہو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں تقریروں میں دیکھ لو جو فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہے۔ وہ ہی فاطق اور اصل ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح رض نے جو ایمان اور مذہب ظاہر فرمایا ہے وہ بھی بغیر کسی ایچ پیچ کے صاف لفظوں میں بتا دیا ہے کہ وہ خدا کے مرسل اور نبی ہیں کونسی بات ہے جو انہیں اپنے معتقدات کے اظہار کے لئے روک سکتی ہے۔ یہ

فاروقی صدیق اپنی عمر کے کسی حصہ میں حق گوئی سے نہیں رکا۔ تو اب کونسی چیز اُسے روک سکتی ہے؟ تمہارے ہاتھ میں تو صرف کفر کا تیر تھا وہ آج نہیں برسوں پہلے اس پر چلا جبکہ ابھی دامن احمد قادیانی سے وہ وابستہ بھی نہ تھا تمہارے کفر کی جو قیمت اُس وقت اس کے نزدیک تھی۔ آج اُس سے کچھ بڑھ کر ہی ہوگی۔ پھر تمہاری ان لغویات کی وہ کیا پرواہ کر سکتا ہے۔ ہر کہ خدا دارد چہ غم دارد۔

"دجال خزانہ لیگیا" مراد مشہد مقدس امام علی رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات دفینے ہیں جن کی مالیت کروڑوں تک پہنچتی ہے۔
اخیر میں لکھا ہے افسوس امام آخرالزماں کے آنے سے پہلے ہم لٹ گئے۔
افسوس کہ جب یہ صداقت خدا کے سچے مسیح و مہدی آخری زمانہ کے امام علیہ السلام نے ظاہر کی بائیبل میں صاف لکھا ہے جوج روس اور ٹوبالسک کے سردار۔ تو یہ علماء اپر کفر کے فتوے لگانے لگے اور کہتے تھے کہ یاجوج ماجوج دجال وغیرہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق ہے۔ لیکن اب خود ہی ماننے لگے اور امام آخرالزماں کے ظہور کے منتظر ہیں۔ جو بجلی کی طرح پورب سے پچھم تک چمک کر دیدہ ہوں روشن بھی کر گیا اور یہ ابھی تک آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائے ہیں یا اس سر من رائی کی غار پر مرثیہ خوانی کر رہے ہیں اور بعض مکے و مدینے کی طرف کان لگائے بیٹھے ہیں کاش ان کو معلوم ہوتا۔ کہ خدا نے اپنے مامور کی پیدائش و ظہور کے لئے اسی گاؤں کو پسند کیا جو حدیث کے مطابق قدعہ کے نام نامی سے موسوم ہے۔ اور الحکم والعدل تھا اس نے تمام اختلافی مسائل میں ایک قول فیصل دیکر ہمیشہ کے لئے ہماری نزاعوں کو مٹا دیا۔ اب جوں جوں ان کو ہوش آئیگا یہ مانینگے۔ وصدق ما قال ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

اس قسم کے فتن و مصائب و بلیات کی خبریں پڑھ کر سر عجز و نیاز خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔ کہ ہم ایسی محسن و عادل گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ امن و آرام سے بسر کر رہے ہیں جس کی وفاداری و اطاعت کا عہد ہم اپنے امام علیہ السلام کے دست حق پرست پر کر چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان حالات میں بھی بعض نادان ملاں اپنے منہ سے وہی بات نکالتے ہیں جو کبھی کفار کے منہ سے نکلتی تھی۔ اور قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔
چنانچہ کل اہل حدیث ۲۰ جمادی الثانی میں ایک شخص کا مضمون پڑھا ہے جو کہتا ہے کہ "ایک دیہاتی مقام کے مرزا صاحب کو نبی مان لیں؟" گویا آپکے خیال مبارک میں نبی کے لئے شہری ہونا ضروری ہے۔ اور یہ آیت قرآن مجید کی بھول گئے۔ لولا انزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اھم یقسمون رحمت ربك نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت الآیۃ۔

دکھوں سے بھری ہوئی زندگی

جیون تت لاہور

آس سماج کا ارگن ہے جس کے ممبر اور پھر ان کا پیشوا اپنے قصور نظر کی وجہ سے اس حی و قیوم قادر مطلق علیم و خبیر مالک الکل۔ خالق و رازق مستجمع جمیع صفات کاملہ ذات بابرکات اللہ کا منکر ہے جس کے فیض سے دم دم کے ساتھ یہ نہایت درجہ کے ناشکرے اور احسان فراموش مستفیض ہو رہے ہیں ان کے تمام اعتراضوں کا خلاصہ میں نے قریباً تین سال سے باقاعدہ جیون تت کے لفظ لفظ کے مطالعہ سے یہی معلوم کیا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ طوفان کیوں لاتا ہے۔ طاعون کیوں بھیجتا ہے۔ آدمیوں کو کیوں مارتا ہے۔ کسی کو تکلیف و مصیبت کیوں پہنچتی ہے۔ یہ لوگ جہاں اپنا ملاعن حق ملکیت رکھتے ہیں وہاں لوٹ سے دھوم سے کہتے ہیں کہ ہم جو جی چاہے کریں کوئی ہیں روکنے والا کون۔ اور ہماری آزادی میں خلل انداز کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنی رضی کا پابند اور ایک طرح اپنے حکموں کی ماتحت رکھنا چاہتے ہیں اور ایسا کہنے میں ان کو مطلق شرم نہیں آتی۔ یہ بدبخت قوم ایک موم کر کو چیرتے پھاڑتے دیکھ لیں تو اسپر حسن ظن کرتے ہیں۔ لیکن اگر خدا کسی کی اصلاح کے لئے کسی کو امتحان میں ڈالے یا کسی قصور کی سزا دے یا اس کے کسی پوشیدہ خلق حسن کے اظہار کے لئے اسپر کوئی ابتلا لائے تو یہ اپنی حماقت کی وجہ سے ظلم ظلم پکار اٹھتے ہیں۔ یہ نادان زمیندار کو نہیں دیکھتے کہ وہ دانے کو مٹی میں ملا دیتا ہے اور وہ اس زمیندار کو برا نہیں کہتے۔ آخر ایک سرسبز کھیتی کی صورت میں وہ منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی آدمی کو اگر خدا بلا میں ڈالے تو یہ چیخ اٹھتے ہیں۔
حکومت کی طرف سے ہر روز کئی پھانسی چڑھتے ہیں۔ کئی قید ہوتے ہیں۔ مگر یہ اسے منصف و رحیم و عادل ماننے پڑ رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے اگر کسی پر موت وارد ہو یا کوئی علاقہ اپنے ظلموں کی وجہ سے تباہ ہو تو یہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ وہ ایک بادشاہ کے احکام کے سمجھنے سے قاصر ہیں تو پھر اس وراء الوریٰ ذات کے احکام کے حکم و مصالح پر کیونکر اطلاع پا سکتے ہیں
الغرض ۱۵۔ جون کے جیون تت میں شری دیوگورو بھگوان کے پرانے خطوط چھپے ہیں ایک خط کے فقرے حسب ذیل ہیں
"یہ موسم میرے لئے اس بیماری کی حالت میں خاص کر جیسا کچھ دکھ دہی اور مصیبت کی چیز بن رہا ہے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ × × × اس مصیبت کے سوا جو اور کئی قسم کی الجھنیں اور کشمکش رہتی ہیں وہ الگ ہیں۔ لیکن خیر زندگی آخر کشمکش کے لئے ہے مگر پھر بھی ان الجھنوں اور مصیبتوں کی کوئی حد ہونی چاہئے۔ میرے لئے کب وہ حد پوری ہوگی اس کا زمانہ کے ساتھ پتہ لگ سکیگا"
آخری فقرے جس جلے ہوئے اور مایوس قلب کے انسان کے منہ سے نکل سکتے ہیں اس کا اندازہ ناظرین لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک دہریہ کی زندگی کس قدر دکھوں سے بھری ہوتی ہے۔ اور کیسے رنجدہ نظارے اس کے

تم سامنے آتے رہتے ہیں یہ سب کچھ کیوں اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں کیونکہ ان کے مقابلے میں ایک خدا پرست بڑے اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے وہ مشکل سے مشکل دقتیں میں نہیں گھبراتا وہ خوب جانتا ہے کہ اللہ اسکو ایسا اطمینان ہے کہ میرا مولا ہے جو مجھے اپنے رحم و غریب نوازی سے ایک منٹ میں ان تکالیف سے نکال سکتا ہے صرف اتنی سی بات میں غور کرنیوالوں کے لئے بہت سے ثبوت [illegible]

تحدیث نعمۃ بزبان ناصر

اعلیٰ حضرت قبلہ میر **ناصر نواب** صاحب کا ایک مضمون جو گویا **ترک ناصر** کا ایک اجمالی بیان ہے الحکم میں چھاپنے کی **عزت** مجھے حاصل ہوتی ہے حضرت **میر ناصر نواب** صاحب مدظلہ العالی کا **نام نامی** اس امر سے مستغنی ہے کہ میں انھیں احمدی پبلک میں روشناس کراؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کاملہ سے **ناصر نواب** کے نام کو **ابدی زندگی** عطا فرمادی ہے۔ اور فنا کا ہاتھ اس نام پر اپنا قابو نہیں چلا سکتا۔ **میر ناصر** انسان ہے خدا کی ایک ممتاز مخلوق ہے وہ اپنے وقت پر (اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے۔) اس دنیا سے جانیوالا ہے مگر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے **مخاطب** و **موعود** و مہدی و مسیح سے اسکا جو **پیوند** ہے اس نے اس کو **زندہ جاوید** کر دیا ہے۔ اگر **مسیح و مہدی** بقائے دوام اور حیات **ابدی** کا تاج پہن چکا ہے۔ اور یقیناً پہن چکا ہے تو **ناصر نواب** اس کے ساتھ ہے۔ وہ شخص جو **ام المومنین** کا باپ ہو اور جس کے نسب اور اعزاز کی اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے تعریف کی ہو دنیا کے کسی انسان اور سفینہ کی ناقدر شناسی اس کی **شان بلند** کو گرا نہیں سکتی۔ ناصر زبان حال سے ایسے کہہ سکتا ہے ؎

منہ پھیرے وہ قرترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

میں حضرت میر **ناصر نواب** کی اس ترک کے اجمال کو اس لئے درج نہیں کرتا کہ میں اسے اپنا ایک **مخدوم و محسن** آقا سمجھتا ہوں اور اس کے خاندان کا میں ادنیٰ چاکر ہونے کی **قابل ناز** عزت رکھتا ہوں۔ نہیں بلکہ اس بیان ناصر میں حقائق ہیں اس کی **متوکلانہ زندگی** اور الٰہی دستگیری کے اعجازی کرشمے ہیں جن سے متاثر ہوئے بغیر انسان نہیں رہ سکتا اور جن کو پڑھ کر **اللہ تعالیٰ** اور اس کے **رسول** پر ایک عارفانہ **ایمان** پیدا ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ **حقیقی ایثار نفس** اور **قربانی** اس کا نام ہے جو اس **ممتاز** اور **مخدوم قوم** بزرگ نے کی ہے اس کو بہ لحاظ اس رشتہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے یہ عزت حاصل ہو مگر وہ قوم کے ضعیف مہاجرین کے لئے در بدر اور کو بکو پھر کر چندہ جمع کرے۔ اس کے سفر نہ آرام دہ ریلوے کے درجوں میں ہوں نہ اس میں کوئی نمائش اور تعلّی ہو۔ بلکہ نہایت سادگی سے فی الواقعہ ایک ضعیف و غریب کی طرح لمبا سفر کر کے ہزاروں روپیہ **نوع انسان** کے فائدہ کے لئے جمع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے وجود کو **نافع الناس** بنایا ہے۔ اس کی **اولاد** بھی **نافع الناس** ہو۔ ایسا پاک وجود خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کا نشان ہے۔

میری دلی آرزو اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری اولاد کو اور ہر احمدی کو حضرت **خلیفۃ المسیح** کی اطاعت اور وفاداری میں **خاندان ناصر** کی چاکری میں سچے مسلمان کی طرح وفات دے۔ میں اب اسپر زیادہ نہیں لکھتا۔ ناصر کا اپنا بیان درج کر دیتا ہوں۔ خدا کرے کہ وہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو آمین (ایڈیٹر)

اے دوستو ناصر کی کہانی سن لو
ہے اسپہ خدا کی مہربانی سن لو
ہر چیز کو ہے موت و تغیر و ریش
مولا کی ہے ذات جاودانی سن لو

زمانہ بھی عجب چیز ہے۔ ایک زمانہ تھا میں نہ تھا پھر ایک زمانہ آیا کہ میں پیدا ہوا۔ اور دلی شہر میں جنم لیا خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ کے گھرانے میں پیدا ہو کر نشوونما پایا۔ اور ان کی بارہ دری میں کھیل کود کر بڑا ہوا۔ ان کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا ماں باپ کے سایہ میں پرورش پا رہا تھا کوئی فکر و اندیشہ دامنگیر نہ تھا کہ ناگہاں میرے حال میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی جس کا بظاہر کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اتفاقاً میرے والد ماجد کسی کام کے لئے بنارس تشریف لے گئے۔ اور شاہ آباد آرہ میں ہیضہ سے ان کا انتقال ہو گیا اور میں مع اپنی دو ہمشیرہ کے یتیم رہ گیا اور میری والدہ حالت جوانی میں بیوہ رہ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سامان معیشت بظاہر کچھ نہ رہا فقط **اللہ** ہی کا آسرا تھا دادا صاحب اگرچہ موجود تھے مگر وہ اسی سالہ ضعیف تھے اور کچھ جائداد بھی نہ رکھتے تھے اور جو جائداد تھی وہ ہمارے خاندان سے جا چکی تھی اور مفلس محض رہ گئے تھے۔ اسپر ظاہر آراستہ رکھنا بھی ضروری تھا ایک سوتیلے بھائی صاحب کچھ آسودہ حال تھے انھوں نے توجہ نہ فرمائی کیونکہ عرب کا خون پھیکا پڑ گیا تھا۔ نانا صاحب نے کفالت اختیار کی اور ماموں صاحب نے ہم سب کا بوجھ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت نصیب کرے آمین یتیمی کے صدمات سے ہنوز مخلصی نہوئی تھی اور بے پدری کا غم نہ بھولا تھا کہ یکایک دنیا میں ایک اور سخت تبدیلی پیدا ہوئی کہ اکثر لوگ تخت سے تختہ زمین پر گر پڑے۔ اور اہل وطن پر ایک تازہ بلا نازل ہوئی۔ یعنی سنہ ۱۸۵۷ء غدر تشریف لے آیا۔ انگریزی فوج نے کسی جھگڑے پر سرکار سے بغاوت اختیار کی۔ اور ہندوستان کی فوجوں میں عام سرکشی پھیل گئی اور جا بجا سے فوجیں فساد کر کے دلی میں آکر جمع ہو گئیں انگریزوں نے بقیہ فوجوں کو جمع کیا اور گورہ فوج کو اطراف سے اکٹھا کر کے وہ بھی برگشتہ فوج کے تعاقب میں دلی میں پہنچے اور دلی کا محاصرہ کر لیا۔ دلی کے لوگ حیران و پریشان یہ ناگہانی تماشہ جبراً قہراً دیکھتے رہے مگر کسی کو اس قدر دسترس نہ تھی کہ اس آتش فساد کو

اُس نے مانا۔ جسکو میں نے پیر بنایا اس نے بھی اس سے بلا تامل بیعت کی چنانچہ عبداللہ صاحب غزنوی نے میرے ساتھ بیعت کی۔ نیز مرزا صاحب کو جب مینے تسلیم کیا تو اس نے بھی مان لیا ایسی بیویاں بھی دُنیا میں کم میسر آتی ہیں۔ یہ بھی میری ایک خوش نصیبی ہے جس کا میں شکر گذار ہوں کئی لوگ بسبب دینی معہ دینوی اختلاف کے بیویوں کے ہاتھ سے نالاں پائے جاتے ہیں جو گویا کہ دُنیا میں دوزخ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ میں تو اپنی بیوی کے نیک سلوک سے دُنیا ہی میں جنت میں ہوں۔ ذالك فضل اللّٰه یوتیه من یشاء واللّٰه ذو الفضل العظیم۔ شادی کے تین سال بعد میرے گھر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک با اقبال اور نیک نصیب لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکوں سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا عالیشان مرتبہ بخشا ہے وہ ہمارے زمانہ کی خدیجہؓ اور عائشہؓ ہے رضی اللہ عنہا۔ اس کے پیدا ہونے کے بعد میری والدہ صاحبہ کی دعاؤں کی برکت سے جس جائداد کے حاصل کرنے کے لئے میرے باپ پورب جاکر وہیں رہ گئے تھے ہمیں بغیر ظاہری کوشش کے پانچ ہزار روپیہ کی قیمتی جائداد حاصل ہوئی جس کی آمدنی معقول ماہوار ہے۔ جب میری عمر ۱۲ سال کی ہوئی اور بیکاری کے سبب سے آوارہ ہو چلا تو میری خیر اندیش والدہ نے پھر میرے ماموں صاحب کے پاس لاہور میں بھیجا وہاں پہنچکر میں ان سے ایک سال تک تعلیم پاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر ماموں صاحب کی سفارش سے بعہدہ سب اوورسیری امرتسر میں ملازم ہو گیا۔ اس وقت اس عاجز کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ اب میرے حال میں ایک اور تغیر پیدا ہوا۔ میں سٹھیالی اور کاہنووان میں ایک مدت تک ملازم رہا اور چند سال کے بعد کچھ عرصہ قادیان میں رہنے کا مجھے اتفاق ہوا اور حضرت مرزا صاحب سے بذریعہ ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے جو میرے ماموں صاحب کے واقف تھے ملاقات ہوئی

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت مرزا صاحب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے۔ ہنوز وفات مسیح ناصری کا تذکرہ بالکل نہ تھا اور وہ بزعم دنیا آسمان ہی پر تشریف رکھتے تھے چند ماہ کے بعد اس عاجز کی بدلی قادیان سے لاہور کے ضلع میں ہو گئی۔ اس وقت چند روز کے لئے بندہ اپنے اہل و عیال کو حضرت مرزا صاحب کے مشورہ سے ان کے دولت خانہ چھوڑ گیا تھا۔ اور جب وہاں مکان کا بندوبست ہو گیا تو آکر لیگیا۔ مینے اپنے گھر والوں سے سُنا کہ جب تک میرے گھر کے لوگ مرزا صاحب کے گھر میں رہے مرزا صاحب کبھی گھر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر کے مکان میں رہے۔ اس قدر اُن کو میری عزت کا خیال تھا وہ بھی عجب وقت تھا۔ حضرت صاحب گوشہ نشین تھے عبادت اور تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ لالہ شرمپت اور ملاوا مل کبھی کبھی حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کے کشف اور الہام سُنا کرتے تھے۔ بلکہ کئی کشوف اور الہاموں کے پورے ہونے کے گواہ بھی ہیں۔ اس وقت یہ سچے اور نرم دل تھے اس کے بعد قوم کے دباؤ میں آکر حضرت صاحب سے جُدا ہو گئے۔ اور یہ دونوں جب حضرت صاحب کا نکاح دلی میں میرے ہاں ہوا تھا تب بھی ساتھ گئے تھے۔ اسوقت یہ مصدق تھے پیچھے مکذب بنے۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب کی شہرت بالکل نہیں تھی۔ کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب کسی زمانہ میں مسیح موعود و مہدی مسعود بنینگے۔ اور تمام جہان میں ان کی شہرت ہو جاویگی۔ اور ان کے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ حاضر ہونگے۔ اور ان کو ملک ملک سے تحفے پہنچینگے۔ چند سال کے بعد مجھے خبر ملی کہ براہین احمدیہ مرزا صاحب نے چھپوا کر شائع فرما دی ہے۔ بندہ نے بھی ایک نسخہ خریدا پھر عاجز نے چند امور کے لئے حضرت مرزا صاحب سے دعا منگوانے کے لئے خط لکھا جن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ دُعا کرو مجھے خدا تعالیٰ نیک اور صالح داماد عطا فرماوے۔ اس کے جواب میں مجھے حضرت

مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ میرا تعلق میری بیوی سے گویا نہونیکی برابر ہے۔ اور میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تمکو سادات کے عالیشان خاندان میں سے زوجہ عطا کرونگا۔ اور اس نکاح میں برکت ہوگی اور اس کا سب سامان میں خود ہم پہنچاؤنگا۔ تمہیں کچھ تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ آپ کے خط کا خلاصہ ہے بلفظہ یاد نہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ آپ مجھپر نیک ظنی کر کے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیں اور تا تصفیہ اس امر کو مخفی رکھیں اور رد کرنیمیں جلدی نہ کریں مجھکو یہ نہیں لکھا تھا کہ تمہارے ہاں یا دلی میں نکاح ہوگا مجھے الہام ہوا ہے۔ لیکن بعض اپنے احباب کو اس سے بھی مطلع فرمایا کہ دلی میں سادات کے خاندان میں میرا نکاح ہوگا۔ پہلے تو میں نے کچھ تامل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر زیادہ تھی اور بیوی بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کر کے جس کا میں دل سے خواہاں تھا مینے اپنے دل میں مقرر کر لیا کہ اسی نیک مرد سے میں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کر دوں۔ نیز مجھے دلی کے لوگ اور وہاں کی عادات و اطوار بالکل ناپسند تھے۔ اور وہاں کے رسم و رواج سے سخت بیزار تھا اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتا تھا۔ کہ میرا مربی و محسن مجھے کوئی نیک اور صالح داماد عطا فرماوے یہ دعا میں نے بار بار اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی آخر قبول ہوئی۔ اور مجھے ایسا بزرگ صالح۔ متقی خدا کا مسیح و مہدی نبی اللہ و رسول اللہ خاتم الخلفاء اللہ تعالیٰ نے داماد عطا فرمایا جسپر لوگ رشک کریں۔ تو بجا ہے اور میں اگر اسپر فخر کروں تو کچھ بیجا ہوگا اس نکاح سے چند سال پیشتر میرے گھر میں پانچ بچوں کے مرنے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہو کر زندہ رہا جس کا نام محمد اسمعیل رکھا۔ جو اب میر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ میں ضلع لاہور سے تبدیل ہو کر پٹیالہ و مالیر کوٹلہ کیطرف گیا وہاں سے چند ماہ کے بعد نقشہ نویس ہو کر ملتان میں پہنچا۔ اب زمانہ نے بہت سے رنگ بدلے۔ اور میرے حال میں کئی

فرو کرتا۔ پوربیئے شہر پر مسلط تھے۔ اور برائے نام بہادر شاہ کو بادشاہ بنا رکھا تھا۔ ایک اندھیر پڑا ہوا تھا اور ہر شخص کو اپنی جان و مال کا دغدغہ لگا رہتا تھا۔ دن کا چین اور رات کا آرام حرام ہو گیا تھا۔ جوں جوں محاصرہ تنگ ہوتا جاتا تھا توں توں شہر کی آفت بڑھتی جاتی تھی شہر پر اس قدر گولے پڑتے تھے کہ فصیل اور اس کے متصل مکانات چھلنی ہو گئے تھے۔ بعض لوگ گولوں سے ہلاک بھی ہوتے جاتے تھے چند ماہ کے محاصرہ کے بعد دلی انگریزوں نے فتح کر لی۔ اور باغی فوج وہاں سے بھاگ گئی۔ دلی والوں کی شامت آئی۔ کر گیا داڑھی والا اور پکڑا گیا مونچھوں والا۔ نانی نے خصم کیا اور نواسہ پر جرمانہ ہوا۔ فتحمندوں نے شہر کو برباد کر دیا اور فتح کے شکریہ میں لاکھوں آدمیوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ مجرم اور غیر مجرم میں تمیز نہیں تھی۔ چھوٹا بڑا۔ ادنیٰ اعلیٰ برباد ہو گیا۔ سوائے چوڑھے چماروں سقوں وغیرہ کے یا ہندوؤں کے خاص محلوں کے کوئی لوٹ مار سے نہیں بچا۔ ایک طوفان تھا کہ جس میں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ غرضیکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔ شہر کے لوگ ڈر کے مارے شہر سے نکل گئے اور جو نہ نکلے وہ جبراً نکالے گئے اور قتل کئے گئے یہ عاجز بھی ہمراہ اپنے کنبہ کے دلی دروازہ کی راہ سے باہر گیا چلتے وقت لوگوں نے اپنی عزیز چیزیں جنکو اٹھا سکے ہمراہ لے لیں۔ میری والدہ صاحبہ نے اللہ ان کو جنت نصیب کرے میرے والد کا قرآن شریف جو اب تک میرے پاس ان کی نشانی موجود ہے اُٹھا لیا۔ شہر سے نکلکر ہمارا قافلہ سر بصحرا چل نکلا اور رفتہ رفتہ قطب صاحب تک جو دلی سے ۱۱ میل پر ایک مشہور خانقاہ ہے جا پہنچا وہاں پہنچکر ایک دو روز ایک حویلی میں آرام سے بیٹھے تھے کہ دنیا نے ایک اور نقشہ بدلا یکایک ہارسن صاحب افسر رسالہ مع مختصر اردل کے قضا کیطرح ہمارے سر پر آ پہنچے۔ اور دروازہ کھلوا کر ہمارے مردوں پر بندوقوں کی ایک باڑھ ماری اور جس کو گولی نہ لگی

اس کو تلوار سے قتل کیا۔ یہ نہیں پوچھا کہ تم کون ہو ہماری طرف کے ہو یا دشمنوں کے طرفدار ہو اسی یک طرفہ لڑائی میں میرے چند عزیز راہی ملک عدم ہو گئے پھر حُکم ملا کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ہم سب زن و مرد و بچہ اپنے مردوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں حیران و پریشان وہاں سے روانہ ہوئے۔ لیکن بسبب رات کے اندھیرے اور سخت واشگوں کی تیرگی کے رات بھر قطب صاحب کی لاٹ کے گرد طواف کرتے رہے صبح کو معلوم ہوا کہ تیلی کے بیل کی طرح وہیں کے وہیں ہیں۔ ایک کوس بھی سفر طے نہیں ہوا۔ صبحکو نظام الدین اولیاء کی بستی میں پہنچے اور وہاں رہکر چند روز اپنے مقتولوں کو روتے رہے۔ زیادہ دقت یہ پیش آئی کہ اب بعض کے پاس کچھ کھانے کو بھی نہ رہا تھا۔ کہ ناگہاں رحمت الٰہی نے دستگیری فرمائی ایک میرے ماموں صاحب محکمہ نہر میں ڈپٹی کلکٹر تھے ان کا کنبہ ہم سے پہلے پانی پت میں پہنچ چکا تھا۔ جب ان کو ہماری پریشانی کا حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو چند چھکڑے دیکر ہمارے لینے کے لئے بھیجا وہ ہم سب کو ان چھکڑوں پر بٹھا کر پانی پت لے گئے وہاں پر پہنچکر ذرا ہمیں آرام و اطمینان ملا یعنی ہمارے حال میں ایک اور تغیر و تبدل ہوا۔ ڈھائی برس ہم وہاں رہکر پانی پت کے لوگوں نے دلی کے برباد شدہ لوگوں سے نیک سلوک کیا اور ان کو اپنے ہاں جگہ دی۔ ان کے لئے سامان آرام مہیا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے اور اُن کی اولاد پر رحم فرماوے۔ ڈھائی سال کے بعد پھر دلی آباد ہوئی۔ اور تمام بیوطنوں کو ان کے وطن میں آباد ہونے کی اجازت مل گئی اہل دلی چاروں طرف سے آکر آباد ہونے لگے میرا کنبہ بھی دلی میں آکر اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوا۔ بجز گھروں کی چاردیواری کے اور سب کچھ لٹ چکا تھا۔ یہانتک کہ ہمارے گھروں کے کواڑ بھی لوگ اُتار کر لے گئے تھے۔ صرف چوکھٹیں باقی رہگئیں تھیں۔ اب دنیا نے اور رنگ

بدلا۔ اس وقت میری عمر بارہ سال کی ہو چکی تھی اُس وقت میری عالی حوصلہ ماں نے میری بہتری اور تعلیم کے لئے مجھ میرے ماموں میر ناصر حسین صاحب کے پاس ملک پنجاب میں بمقام مادھوپور ضلع گورداسپور بھیجدیا تین چار سال تک میں اپنے ماموں صاحب کے پاس مادھوپور میں رہا۔ مگر میری کوتاہی کے باعث کوئی علم مجھے حاصل نہوا۔ اور میں نے اپنے بڑے بھائی صاحب کے مشورہ سے انگریزی پڑھنے سے انکار کر دیا۔ ہاں یہ فائدہ مجھے ہوا کہ میرے بزرگ بدعتی تھے میں اہل حدیث بنگیا اور خاندان شاہ ولی اللہ صاحب سے مجھے محبت ہو گئی۔ یہ بھی مذہبی تبدیلی مجھمیں خدا کے فضل سے پیدا ہوئی ورنہ بظاہر اس کی کوئی صورت نہ تھی۔ کیونکہ میرے ماموں صاحب زرچتیر المعروف مکان شریف کے مرید تھے۔ اور ہمارا اصلی خاندان یعنی خواجہ میر درد صاحب کا گھرانہ بھی مبتلائے بدعات ہو چکا تھا اور برائے نام حنفی المذہب کہلاتا تھا اب ایک اور عالیشان تغیر مجھمیں پیدا ہوا یعنی ۱۶ سال کی عمر میں میری فہمیدہ اور دانا اماں نے نشیب و فراز زمانہ کو مد نظر رکھ کر میری شادی ایک شریف اور سادات کے خاندان میں کر دی اور میرے پاؤں میں بخیال خود ایک بیڑی پہنادی۔ تاکہ میں آوارہ نہوں۔ اس باعث سے میں بہت سی بلاؤں اور ابتلاؤں سے محفوظ رہا۔ اور میری والدہ صاحب کی اس تجویز نے مجھے بہت ہی فائدہ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت نصیب کرے۔ آمین۔ اس بابرکت بیوی نے جس سے میرا پالا پڑا تھا مجھے بہت ہی آرام دیا۔ اور نہایت ہی وفاداری سے میرے ساتھ اوقات بسری کی اور ہمیشہ مجھے نیک صلاح دیتی رہی اور کبھی بیجا مجھ پر دباؤ نہیں ڈالا نہ مجھ کو میری طاقت سے بڑھکر تکلیف دی ٭

میرے بچوں کو بہت ہی شفقت اور جانفشانی سے پالا کبھی بچوں کو کوسا نہ مارا اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا میں سرخرو رکھے۔ اور بعد انتقال جنت الفردوس عنایت فرماوے بہرحال عسر و یسر میں میرا ساتھ دیا جسکو میں نانا اُسکو

تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ آخر میں ملتان سے فرلو رخصت لیکر دلی پہنچا اور اپنی فرمانبردار بیوی کو لڑکی کے نکاح کے بارہ میں بہت سمجھا بجھا کر راضی کیا۔ اور سوائے اپنی رفیق بیوی کے اور کسی کو اطلاع نہیں دی۔ اس واسطے کہ ایسا نہو کنبہ میں شور پڑ جاوے اور میرا کیا کرایا کام بگڑ جاوے اور میری والدہ صاحبہ و دیگر اقربا بالغ ہوں انجام کار ۱۸۸۵ء میں مینے حضرت مرزا صاحب کو چپکے سے بلا بھیجا اور خواجہ میر درد صاحب کی مسجد میں بین العصر والمغرب اپنی دختر نیک اختر کا حضرت صاحب سے گیارہ سو روپیہ مہر کے بدلے نکاح کر دیا۔ نکاح کا خطبہ مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے پڑھا وہ ڈولی میں بیٹھکر تشریف لائے تھے۔ کیونکہ ضعف اور بڑھاپے کے باعث چل پھر نہیں سکتے تھے۔ عین موقعہ پر مینے اپنے اور اپنی بیوی کے رشتہ داروں کو بلایا اس لئے وہ کچھ کر نہ سکے۔ بعض نے تو گالیاں بھی دیں اور بعض دانت پیسکر رہگئے۔ جانبین سے کوئی تکلف عمل میں نہیں آیا۔ رسم و رسوم کا نام تک نہ تھا۔ ہر ایک کام سیدھا سادھا ہوا مینے جہیز کو صندوق میں بند کرکے کنجی مرزا صاحب کو دیدی اور لڑکی کو چپ چپاتے رخصت کر دیا۔ برخلاف اس کے ہمارے کنبہ میں لاکھ لاکھ مہر بندھا کرتا ہے اور دنیا کی ساری رسمیں جو خلاف شرع ہیں ادا کیجاتی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک کہ مروجہ بد رسوم میں سے ہمارے ہاں کوئی بھی نہیں ہوئی۔ یہ قصہ خصوصاً اس واسطے لکھا ہے کہ اکثر احمدی احباب نکاح کا حال پوچھا کرتے ہیں کہ تمھارے ہاں حضرت مرزا صاحب کا تعلق کیونکر ہوا۔ بار بار متفرق اصحاب کے آگے دوہرانے کی اب ضرورت نہیں رہی لوگ اس تحریر کو پڑھ لینگے اسوقت میر محمد اسمٰعیل کی عمر تین چار سال کی تھی۔ یہ بھی میرے حال میں ایک تبدیلی تھی اور زمانہ کا ایک عظیم پلٹا تھا جس کے سبب سے میں ایک بڑا اور تاریخی آدمی بنگیا۔ چند اپنی برادری کے دنیادار آدمیوں کو چھوڑا خدا تعالیٰ نے مجھے لاکھوں سچے محب اور ہزاروں مومنین صالحین عطا فرمائے

جو مجھے بجائے باپ کے سمجھتے ہیں۔ اور آئندہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونگے وہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مجھ پر بھی درود بھیجا کرینگے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہ باتیں عاجز نے بطور فخر و تکبر کے نہیں لکھیں بلکہ بطور تحدیث نعمت تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمت ربك فحدث بعد اس کے میری تبدیلی انبالہ چھاونی کو ہوگئی وہاں حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے ملنے کے لئے تشریف لائے یہ پہلا شرف تھا جو مجھے حاصل ہوا۔ لیکن میں نے اس کی شکرگذاری نہیں کی۔ کیونکہ میں اس نعمت کی شناخت سے نابینا تھا۔ پھر اس عاجز کی تبدیلی ایک بزرگ نے جو مجھ سے ناراض ہوگئے تھے لدھیانہ میں کرادی۔ لدھیانہ میں بھی چند بار حضرت مرزا صاحب مع اہل و عیال ہم سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ عرصہ تک لدھیانہ میں رہے سنہ ۱۸۸۹ء میں سلسلہ بیعت لدھیانہ میں شروع ہوا اس وقت میں احمدی نہیں ہوا تھا اور نہ میں حضرت صاحب کو مسیح و مہدی مانتا تھا۔ لہذا مینے بیعت نہیں کی تھی میں منافق نہیں تھا کہ بظاہر بیعت کر لیتا اور دل میں مرزا صاحب کو سچا نہ سمجھتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے راستباز اور صاف گو بنایا ہے یہ بھی مجھ پر اللہ تعالیٰ کے افضال میں ایک بڑا فضل ہے۔ لدھیانہ کو ایک اور بھی خصوصیت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے وہاں آکر حضرت مرزا صاحب سے ہنگامہ آرائی کی۔ اور ایک بڑا مباحثہ ہوا چونکہ محمد حسین کو آتش حسد نے جلا رکھا تھا اور وہ بار بار مشتعل ہو ہو جاتا تھا اور چونکہ دلائل اس کے ہاتھ میں نہیں تھے اسکو غصہ بہت آتا تھا۔ اس لئے مولوی محمد حسین صاحب کو سخت شکست ہوئی۔ اور وہ دیوانہ وار حملہ کرنیکو تھا کہ حضرت مرزا صاحب وہاں سے اٹھکر چلے آئے۔ لدھیانہ میں میرے ہاں بعد اوپر پانچ بچوں کے انتقال کے ایک اور لڑکا محمد اسحٰق پیدا ہوا اور بہ برکت دعائے مسیح و مہدی اللہ تعالیٰ نے اسے عمر بخشی۔ محمد اسحٰق نام اگرچہ

محمد اسمٰعیل کے ساتھ نسبت رکھتا تھا مگر ایک سبب اس نام رکھنیکا یہ بھی ہوا جبکہ یہ عاجز لدھیانہ میں تھا اور ہنوز محمد اسحٰق حمل میں تھا کہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی لدھیانہ میں آئے۔ میں ان کی ملاقات کے لئے محمد اسمٰعیل کو لیگیا۔ کیونکہ ہنوز ہم میں اور اہل حدیث میں سخت تفرقہ نہیں پڑا تھا۔ اور وہ ہمارے سخت دشمن نہیں بنے تھے۔ نیز مولوی نذیر حسین صاحب میرے استاد بھی تھے اور دلی کے اہل حدیث کے سرگروہ تب مولوی نذیر حسین صاحب نے محمد اسمٰعیل کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر کہا کہ ؎

برائے کردن تنبیہہ فساق
دوبارہ آمد اسمٰعیل و اسحٰق

جب اسحٰق پیدا ہوا تو میں نے محمد اسحاق نام رکھا۔ لدھیانہ سے ایکدفعہ میری تبدیلی پٹیالہ میں ہوئی وہاں سے میں قادیان میں بتقریب جلسہ جو پہلی دفعہ قادیان ہوا تھا گیا۔ اس مرتبہ حضرت صاحب کی سچائی مجھ پر کھلی اور میں نے حضرت مرزا صاحب کو امام اور مسیح تسلیم کرکے ان سے بیعت کر لی۔ بعض باتیں ایسی ہیں کہ بالترتیب نہیں یاد آئیں۔ وہ متفرق طور پر لکھتا ہوں کہ فائدہ سے خالی نہیں۔ حضرت صاحب کے ہاں پہلی دفعہ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام عصمت بیگم رکھا گیا تھا وہ چند سالہ ہوکر لدھیانہ میں انتقال کر گئی تھی۔ اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جسکو بشیر اول کہتے ہیں۔ اس لڑکے اور لڑکی کی پیدائش اور موت پر بھی لوگوں نے شور مچایا تھا۔ لڑکی کی پیدائش سے پہلے حضرت صاحب نے اشتہار دیا کہ میرے ہاں ایک عالیشان لڑکا ہوگا۔ مگر یہ نہیں تحریر فرمایا تھا کہ وہ اسی حمل سے ہوگا۔ جب لڑکی پیدا ہوئی تھی تو مخالفین نے عجب فضول اتہامات رکھے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی معاذ اللہ غلط نکلی۔ لیکن وہ خود غلطی پر تھے جب بشیر اول پیدا ہوا تو یہ عاجز انبالہ میں تھا۔ اس کے عقیقہ پر انبالہ سے چلا تو بٹالہ میں آکر دیکھا کہ سخت طوفان باراں بپا ہے۔ اور راہ قادیان ناقابل گذر بنگیا ہے تاہم میں نے ایک ٹچر کرایہ کی اور اسی طوفان میں روانہ ہوکر شام کے

قریب قادیان کے قریب پہنچا۔ یہانتک کہ اس قدر قریب ہوگیا کہ قادیان نظر آنے لگا۔ مگر رستہ میں پانی اس قدر تھا کہ راہ ناقابل گذر تھا۔ اندیشہ تھا کہ کسی گڑھے میں گرکر ڈوب نہ جاؤں۔ لہذا بناچاری واپس ہوکر ایک گاؤں میں رات کو زمین پر پڑا رہا۔ صبح کو بھی کوئی صورت قادیان پہنچنے کی نظر نہ آئی کیونکہ بارش بند نہ ہوئی تھی لہذا واپس چلا گیا یہ قصہ بھی عجیب تھا۔ اس لیے تحریر کردیا ایک مرتبہ میں انبالہ میں تھا کہ حضرت صاحب کا تار گیا کہ وہ جان بہ لب ہیں فوراً آؤ۔ فوراً میں قادیان میں پہنچا لیکن آکر دیکھا تو آرام ہوچکا۔ اور حضرت صاحب اچھی حالت میں تھے ان دنوں میں جب میں آیا کرتا تھا تو حضرت صاحب مجھے رخصت کرنے بھی جایا کرتے تھے ان دنوں میں زیادہ مہمان نہیں آتے جاتے تھے۔ پٹیالہ سے پھر لدھیانہ میں میری تبدیلی ہوگئی۔ اور وہاں مکرر پٹیالہ میں گیا اسوقت حضرت صاحب دلی میں تشریف لے گئے۔ اور دلی کے مولویوں کو اپنے مامور ہونے اور وفات مسیح کے معاملہ میں تبلیغ فرمائی۔ خصوصاً مولوی نذیر حسین صاحب سرگروہ اہل حدیث کو اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے بلایا۔ مگر وہ سادہ مزاج تھے۔ شاگردوں کو ڈر ہوا کہ کہیں حق ان کے منہ سے نکل جائے اس لئے ان کو مرزا صاحب کے روبرو ہونے دیا اور چالاکیوں سے کام لیتے رہے اور چاہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ذلیل کرکے دلی سے نکالدیں لیکن خود ہی ذلیل ہوئے اور ان کی سخت پردہ دری ہوئی۔ بہت مشکل سے مولوی نذیر حسین صاحب جامع مسجد میں پانچہزار آدمیوں کے مجمع میں تشریف لائے۔ جہاں مرزا صاحب معہ چند رفقاء کے درمیانی دروازہ میں شیر کی طرح اللہ تعالیٰ پر توکل کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب باوجود پانچ ہزار مددگاروں اور اسقدر کثیر یاروں کے بھی مرزا صاحب کے مقابل میں نہیں آئے۔ بلکہ مسجد کے ایک گوشہ میں چھپے بیٹھے رہے اور ٹالمٹولا کو سپر بنایا اور گفتگو تک ان کے شاگردوں نے نوبت نہ آنے دی۔ انجام کار سرکاری افسروں نے مجمع کو مباحثہ سے مایوس ہوکر منتشر کردیا۔ اور حضرت

مرزا صاحب کو بحفاظت ان کے ڈیرہ پر پہنچادیا اس عرصہ میں دلی کے لوگوں نے اپنی شرارت کا خوب نمونہ دکھایا اور کوئی بھی بھلا مانس وہاں نظر نہ آیا۔ وہ شہر جو علما، فضلا اور حکماء کا منبع اور مرکز تھا معلوم ہوتا تھا کہ مرکز و منبع بہائم ہے۔ یا درندوں کا ایک جنگل ہے اور یہ مثل مشہور اس پر صادق آتی تھی "مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب"۔ آخر حضرت مرزا صاحب ان لوگوں سے مایوس ہوکر پٹیالہ میں تشریف لائے جہاں یہ عاجز ملازم اور مقیم تھا وہاں بھی نیم ملاؤں نے حضرت صاحب سے بہت شرارت کی اور کم بختی کی داد دی اور کچھ فائدہ مرتب نہ ہوا۔ ناچار حضرت صاحب قادیان واپس تشریف لے گئے۔ خدا کی قدرت پٹیالہ سے میری تبدیلی فیروزپور میں ہوگئی کچھ عرصہ کے بعد حضرت صاحب معہ اہل وعیال ہم سے ملنے کے لئے فیروزپور میں تشریف لے گئے احباب بھی ان کے ساتھ تھے ایک ماہ تک ہمارے ہاں رہے اسوقت میاں محمود چھوٹے بچے تھے اور میاں بشیر تو گود ہی میں شیر خوار تھے۔ اس وقت کچھ عرصہ گذر چکا تھا جبکہ بمقام امرتسر حضرت صاحب میں اور ڈپٹی عبداللہ آتھم میں دین اسلام کی صداقت اور موجودہ مذہب عیسائی کی صداقت کی بابت گفتگو ہوچکی تھی اور پندرہ روز تک یہ مباحثہ رہا تھا۔ حضرت صاحب نے اپنا ایک الہام سنا کر اس مباحثہ کو ختم کیا تھا۔ الفاظ الہام مجھے یاد نہیں قریباً الہام یہ تھا کہ چونکہ ہمارے پندرہ روز اس مباحثہ میں گذرے ہیں اس لئے پندرہ ماہ تک اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے میں جھوٹوں کو ذلیل و ہلاک کرونگا۔ اور اسکو ہاویہ میں گرادونگا۔ بشرطیکہ وہ حق کیطرف رجوع نہ کریں اگر حق کی طرف رجوع کریں تو عذاب سے محفوظ رہیں۔ اور سچوں کو عزت دونگا وغیرہ اس الہام کے دو پہلو تھے۔ ایک عذاب کا اور ایک رجوع کا۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم اس وقت ڈر گیا اور اس الہام سے سخت متاثر ہوا۔ اور اس قدر ڈرا کہ امرتسر سے بھاگ گیا۔ فیروزپور میں جاکر اپنے داماد میاں اس کے مکان پر رہا پھر بھی سخت خوفناک تھا۔ اور نہایت ڈرتا رہتا تھا۔ اسے پریشان

خوابیں آتیں اور ہر دم اسے اپنی موت پیش نظر رہتی تھی۔ اس کی کوٹھی کے پاس ایکدفعہ بندوق کی آواز خدا جانے اصلی تھی یا وہمی اس نے اور اس کے معاونین نے سنی اور خیال کیا کہ مرزا صاحب نے اپنا الہام پورا کرنے کے لئے مجھ پر کچھ لوگ مقرر کر رکھے ہیں کہ وہ مجھے ہلاک کردیں پھر سوچا کہ یہاں محکمہ نہر میں ان کے خسر میر ناصر نواب نقشہ نویس ہیں۔ شاید انہیں کی وساطت سے یہ کام انجام پذیر ہو لہذا ان کو یہاں سے نکالنا چاہیئے واللہ اعلم کسطرح میری تبدیلی فیروزپور سے ہوتی مردان کی ہوئی یا کرائی گئی یہ بھی ایک تغیر تھا جو مجھ پر وارد ہوا لیکن اس کے ایک ہی پہلو پر ہر ایک شخص نے خیال دوڑایا دوسری طرف کو فراموش کردیا۔ بالکل ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کا خیال بلا استثنا دلوں میں پکالیا۔ آخر کار پہلا پہلو غلط نکلا یعنی وہ مرا نہیں بلکہ رجوع والا پہلو درست ثابت ہوا۔ لیکن جب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو مطلع نہیں کیا اور حضرت صاحب نے لوگوں کو بذریعہ اشتہارات اطلاع نہیں دی ملک میں ایک تلاطم برپا ہوگیا اور ہماری جماعت کے اکثر اشخاص مصیبت میں مبتلا ہوگئے اور آفت میں پھنس گئے۔ میں چونکہ مردان میں نیا گیا ہوا تھا اور وہاں کے لوگوں سے میری ملاقات زیادہ نہیں تھی میں اس ابتلا کے وقت محفوظ رہا ❊

اب ایک اور تبدیلی میرے حال میں واقع ہوئی۔ مردان میں میرا دل نہیں لگتا تھا نہایت پریشانی کیحالت میں چند ماہ مہینے وہاں گذارے۔ آخر گھبرا کر میں نے فرلو لیلی۔ اور ہنوز فرلو ختم نہیں ہوئی تھی کہ میری پنشن منظور ہوگئی اور میں قادیان میں ہمیشہ کے واسطے مقیم ہوگیا۔ میں جس وقت قادیان میں آیا تھا وہ زمانہ تھا کہ جب شریف احمد پیدا ہوئے تھے۔ محمد اسمعیل کو اس وقت لاہور میں تعلیم کے لئے بھیجا گیا وہ لاہور میں تعلیم پاتے رہے ایف اے پاس کرنے کے بعد اسسٹنٹ سرجن کلاس میں داخل ہوئے اور پانچ برس کے بعد امتحان پاس کرکے اول رہنے کے سبب سے ہوس سرجن بنے اور اب اللہ تعالیٰ

کے فضل سے اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں میں معزز اور ممتاز ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

یہ سب حضرت صاحب کی دعاؤں کی برکت ہے۔

جن کے مجھ پر اور میرے متعلقین پر بے انتہا کرم تھے محمد اسحٰق کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اور لاغر بیمار رہا کرتا تھا۔ مدرسہ میں تیسری جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ چونکہ اسے اکثر بخار رہنے لگا میں نے سمجھا کہ اگر تعلیم جاری رہی تو یہ بچہ ہلاک ہو جاویگا اس لئے مدرسہ سے اُٹھا لیا۔ تھوڑا عربی کا سبق مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے جاری رکھا۔ جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا انتقال ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح سے تعلیم شروع کی۔ اور چند سال بعد مولوی کا امتحان دیا اور اول نمبر پر پاس ہوا۔ پھر گذشتہ سال میں مولوی فاضل کا امتحان دیکر پاس کیا اور اب مدرسہ احمدیہ میں معلم ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ کسی دن پروفیسر ہوگا۔ الحمد للہ علی ذالک بندہ سرکاری نوکری سے فارغ ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں مشغول ہو گیا گویا کہ میں ان کا پرائیوٹ سکرٹری تھا خدمتگار تھا۔ انجینیر تھا۔ مالی تھا۔ زمین کا مختار تھا۔ معاملہ وصول کیا کرتا تھا میں نے حضرت صاحب کے اکثر معجزات بچشم خود دیکھے بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا زلزلہ کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمٰعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرا نہیں مجھے الہام ہوا ہے کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل وہ ڈاکٹر ہوگا۔ محمد اسحٰق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا اور آپ نے پہلے ہی فرمایا تھا کہ یہ مریگا نہیں۔ ایکدفعہ تین چار گھنٹہ میں بخار بھی جاتا رہا اور گلٹیاں بھی دور ہو گئیں۔ مجھے ایک دفعہ سخت گردہ کا درد ہوا میں نے جب آپکو بلایا تو دیکھ کر فوراً واپس ہو گئے۔ تنہائی میں جاکر دعا شروع کر دی جسکا اثر فوراً ہوا۔ اور یہ عاجز اچھا ہو گیا۔ ایکدفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دلی گئے وہاں میں سخت بیمار

ہو گیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمٰعیل میرا بیٹا سخت پریشان ہو گئے۔ حضرت صاحب نے مولوی حکیم مولوی نورالدین صاحب کو تار دیا کہ فوراً چلے آؤ۔ وہ فوراً دلی چلے گئے اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ ابتدا میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے جس سفر میں آپکو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپکے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جاکر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہانتک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی دوسری طرف لاہور کے شہرہ پشت اور بدمعاش لوگوں نے بڑا غل غپاڑہ اور شور و شر برپا کیا تھا اور ہمارے گھر کو گھیر رکھا تھا کہ ناگاہ سرکاری پولیس ہماری حفاظت کے لئے رحمت الٰہی سے آپہنچی اور اس نے ہمیں ان شریروں کے دست تظلم سے بچاکر بحفاظت تمام ریلوے سٹیشن تک پہنچا دیا۔ ہم سرکار دولتمدار انگریزی کے نہایت شکر گذار ہیں جس نے ہمیں امن دیا اور ہمارے کینہ دشمنوں سے

ہمیں بچایا۔ ہم اسی رات کو حضرت صاحب کا جنازہ قادیان لے پہنچے یہ واقعہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا ہے، ۲۷ کو قادیان میں پہنچکر قبل از دفن ہم سب نے مولوی نورالدین صاحب پر بیعت خلافت کی اس کے بعد آپ کا لقب خلیفۃ المسیح ہوا۔ اب میرے متعلق کوئی کام نہ رہا کیونکہ وہ کام ہی نہ رہا۔ دُنیا سے اُٹھ گیا۔ میر صاحب میر صاحب اب مدہم پڑ گئیں۔ بلکہ کمی اور میر صاحب پیدا ہو شکر ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا عزور مجھ سے دور ہوا اور رہا کیونکہ کوئی ناز بردار نہ رہا۔ حضرت صاحب کی جدائی کا غم اور آپ کے سلسلہ کے کاموں سے سبکدوشی نے پریشان کر دیا اسی پریشانی میں اس عاجز نے ضعف کی حالت کو بیکسی کے عالم میں پاکساں کی خدمت کیلئے مستعد ہو گیا اور تمام جماعت میں پھر کر مسجد نور نامی ہسپتال مردانہ و زنانہ اور دورالضعفا کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ مسجد تو ایک سال سے زیادہ کر طیار ہو گئی ہے اور ہسپتال کے واسطے دو سال گذر چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کے پاس تین ہزار روپیہ جمع کرا دیا ہے اب ہسپتال کا بنانا یا نہ بنانا مولوی صاحب موصوف کی مرضی اور اختیار میں ہے۔ جب وہ چاہینگے بنا دینگے میرے اختیار سے یہ بات باہر ہے امید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ جلد بنا دینگے۔ تین ہزار روپیہ دورالضعفا کے لئے اسوقت میرے پاس جمع ہے جس سے دس مکان برسات انشاءاللہ تعالیٰ بنائے جاینگے۔ اور وہیں جب اور روپیہ جمع ہو جائیگا تو تعمیر ہونگے کیونکہ میر کی جگہ نواب محمد علی خانصاحب نے حضرت صاحب کے پاس عطا فرمائی ہے۔ ہائے دنیا تیری عجیب کر ہیں میں نے اس تھوڑے سے زمانہ میں ترقیاں بھی دیکھیں بھی ملاحظہ کئے لیکن میرے مولا نے جسقدر فضل کئے اس کا شکر میں ادا نہیں کر سکتا۔ اس میرے نے مجھے انسان بنایا۔ مسلمان بنایا۔ عالی نسب اپنے پیارے ابراہیم و اسمٰعیل اور اپنی نیک اور ہاجرہ کی نسل میں پیدا کیا۔ پھر اپنے بندے رسول

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی بن ابی طالب خدیجۃ الکبریٰ فاطمۃ الزہرا کی اولاد میں ہونے کی عزت بخشی۔ امام حسین امام زین العابدین امام باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسل میں ہونیکا شرف بخشا۔ پھر خواجہ محمد ناصر و خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ کی ذریت میں پیدا کرکے دلی کے معزز خاندان میں بنایا۔ بیوی معزز شریف اور رحمدل عطا کی۔ بچے نہایت شریف اور اہل کمال اور مؤدب بخشے بیٹی وہ عنایت فرمائی جو قیامت تک بسبب مسیح علیہ السلام کی بیوی ہونے کے معزز اور ممتاز رہے گی اور ام المومنین ہوکر ایک عالیشان قوم کی ماں کہلائیگی۔ تونے ایسے عطا فرمائے جو ہر ایک آیت اللہ اور نشان عظیم جن کا ثانی ملنا مشکل ہے داماد ایسا دیا جس کا ثانی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نہیں۔ حضرت صاحب سے پہلے عبد اللہ غزنوی سے بیعت کی تھی۔ وہ بھی اپنے وقت کا لاثانی پیشوا تھا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ بعد حضرت صاحب کے جس سے بیعت کی وہ بھی نسب اور علم و عمل اور خصوصاً علم قرآن و حدیث میں یگانۂ آفاق ہے ؎

جو دیا حق نے مجھے اچھا دیا ٭ جو دیا رتبہ مجھے اعلیٰ دیا

الحمد للہ ثم الحمد للہ اب بھی اگر میں مبارک اور لائق مبارکباد نہیں تو اور کون ہوگا۔ احمدی تو مجھے اپنا بزرگ ہی سمجھتے ہیں۔ غیروں سے ہمارا تعلق نہیں وہ جو چاہیں کہیں جو چاہیں سمجھیں میرے اللہ جلشانہٗ نے مجھے بڑی عزت بخشی ہے۔ اب دوسروں کی عزت افزائی کا میں محتاج نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا رتبہ بخشا ہوا اچھا ہوتا ہے یا لوگوں کا۔ لوگ تو غلط راہ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ صراط مستقیم پر رہتا ہے کبھی وہ پاک پروردگار غلط راہ اختیار نہیں فرماتا۔ وہ تمام اغلاط سے پاک ہے، جو اس عالم الغیب کے خلاف کرتا ہے۔ وہ خود سرکش یا بیوقوف ہے اس سے ناراض ہونا بھی حماقت ہے البتہ جو نقص مجھ میں ہیں مجھے ان کا خیال ضرور چاہئے۔ کہ وہ میری عزت کے چاند کے واسطے حکم گرہن رکھتا ہے مجھمیں چند عیب ہیں۔ ایک غصہ زیادہ ہے اور جلد بھڑک اٹھتا ہے۔ دوسرے ہر کسی سے بے تکلف ہو جاتا ہوں۔ تیسرے کینہ وروں کی طرح اندر کچھ نہیں رکھتا۔ ظاہر کر دیتا ہوں اور چھوٹے بڑے کی رعایت نہیں کرتا۔ جو بات حق ہوتی ہے اس کے ظاہر کرنے میں مجھے کبھی تامل نہیں ہوتا۔ میری نظر میں امیر و غریب یکساں ہیں لوگ اس سے چڑاتے ہیں اور سخت گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور انھیں ہدایت دے۔ جو ان میں سے حقیقی عیب ہے اس سے مجھے پاک کرے۔ آمین۔ لوگ بھی سمجھتے ہیں وہ بسبب دوری کے میرے اور میرے محبوب کے حالات سے واقف نہیں۔ مجھ پر میرا مسیح اس قدر مہربان تھا کہ میری اور اس کی چارپائی میں ایک دیوار فقط حائل ہوا کرتی تھی۔ اور کبھی کبھی رات کو بھی کوئی خواب یا الہام ہوتا تھا تو مجھے بھی سنا دیتے تھے۔ پھر اس کے بعد اوروں کی نامہربانی کا شکوہ عبث اور ہیچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر کس قدر احسان ہیں میرے آبا بھی تمام دنیا سے زیادہ معزز و ممتاز تھے اور میرا داماد و اولاد بھی اس زمانہ کے لوگوں سے کس قدر بلند مرتبہ ہیں اب ان سے کمتر لوگوں کی طرف نظر رکھنا اور ان سے کسی چیز کا آرزو مند ہونا اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہیں تو اور کیا ہے۔ کل دنیا تو خدا کو بھی نہیں مانتی رسول سے بھی بے پروا ہے صحابہ و اہلبیت کو گالیاں دیتی ہے۔ اللہ و بس باقی ہوس۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ میرا مولا مجھے سچا ایمان عطا فرماوے اور پکا مسلمان کرکے مارے اور اپنے پاس سے عزت اور جاودانی دولت بخشے۔ آمین۔ و للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ناصر نواب قادیان ۲۲ جون ۱۹۱۲ء

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا سفر لاہور

(اجمالی بیان)

تقریب سفر جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے حضرت خلیفۃ المسیح ۱۵ جون ۱۹۱۲ء کو لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر کی غرض حضرت **مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کا ایفا تھا** آپ نے اپنے ایک خادم شیخ رحمت اللہ صاحب سے کیا تھا

اس غرض کے ساتھ آپ نے یہ **نیت** بھی کی تھی کہ **لاہور** میں اپنی جماعت کو خصوصیت سے نصیحت فرماینگے اور بعض امور میں جو اختلاف ہو جاتا ہے اسکو مٹانے کی للّٰہی کوشش کرینگے اور اگر موقعہ ملا تو **تبلیغ حق** بھی کریں۔ ان پاک اغراض کو لیکر آپ نے اس شدت گرما اور ضعف و علالت میں لاہور کا سفر گوارا کیا یہ ایک عملی تعلیم تھی قوم کے لئے استقلال۔ ہمت عزم صحیح اور تبلیغ حق اور عام نفع رسانی کے لئے سچا جوش پیدا کرنے کی ٭

روانگی سے پہلے آپ کی نصیحت خدام قادیان کو چونکہ شیخ صاحب نے چند مخصوص دوستوں کو مدعو کیا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنی جماعت کو نصیحت کرنی پڑی کہ کوئی شخص لاہور میرے ساتھ نہ جاوے۔ ورنہ میں وہاں پہنچکر اپنے سید و مولا آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر وہاں اس کا اعلان کر دونگا۔ کہ یہ لوگ میرے ساتھ نہیں آئے۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعوت میں مدعو تھے اور ایک شخص زائد چلا گیا تو آپ نے وہاں پہنچکر اس کے

آسان نہیں۔

پھر ہر ایڈیٹر اخبار کا فرض ہے خدا کا فرض ادا ہو یا نہ ہو مگر وہ قوم کے لئے ایک فرض رکھتا ہے اگر اسے ادا نہ کیا گیا تو قوم کو سخت نقصان پہنچیگا اور وہ ہلاک ہو جائیگی اور قوم نہ رہیگی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی پُرزور تحریروں سے فلاں کو ہلاک کر دیا اور فلاں کو بگاڑ دیا۔ وہ اوروں کے بگاڑنے اور بنانے کے مدعی ہیں مگر اپنا کچھ نہیں بنا سکتے۔ غرض ان اخبارات اور رسالوں کی اسقدر کثرت ہے کہ میں تو ان کی طرف توجہ بھی نہیں کر سکتا کتابیں پڑھنے کا مجھے ایسا خیال اب بھی ہے کہ لاہور میں داخل ہوا تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ میری جیب میں کچھ روپیہ ہیں۔ کچھ بیوی کو دیدوں گا اور کچھ بچوں کو دیدوں گا۔ اور کچھ میرے پاس رہیں گے۔ ان سے ایک کتاب منگوائی۔ اس کے بیسیوں نسخے کیا شائد سو کی تعداد میں ہمارے ہاں ہوں۔ مگر میں نے اس کا ایک نسخہ اور منگوا لیا باوجود اس وسیع تجربہ کے میں دیکھتا ہوں کہ اگر میں کچھ کہوں تو شاید میری بات مانو یا نہ مانو۔

میرے بھی اختلاف ہیں عمر۔ علم۔ مجلس۔ صحبت۔ کتابوں کے مطالعہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے ہزاروں ہی اختلاف ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ یہ اختلاف کا نظارہ مٹ نہیں سکتا۔ اختلاف تو دُنیا میں رہیگا ہی **لا یزالون مختلفین**۔ مگر اختلاف کے گورنمنٹ کی تلوار نے کیسا جُھکایا ہوا ہے۔ تمہارے ساتھ کی قومیں **ایجیٹیشن** پھیلاتی ہیں اور بعض اوقات اپنے خیال کے موافق فائدہ بھی اُٹھاتی ہیں اور ایناریسٹ پیدا ہوتے ہیں اور ایسی باتوں سے بزعم خود کچھ حقوق پیدا کر لئے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تمہارا نام و نشان مٹا دیں مگر خدا کا فضل ہے کہ تم ان حرکات سے بچے ہوئے ہو اور ایسی راہوں سے الگ ہی رہنا چاہئے کیونکہ اسی میں برکت ہے غرض اختلافات کا سلسلہ وسیع اور اختلاف کا نظارہ دلربا ہے۔ اختلاف دنیا سے مٹ نہیں سکتا

میری غرض درس کلام الٰہی ہے

وہ **رونق عالم** کا موجب ہے جبکہ ایک **وحدة** کے نیچے ہو۔ پس میں تمہیں تمہارے خالق کا کلام سُنانے کو کھڑا ہوا ہوں۔ وہ تُمہاری **فطرتوں** کا خالق ہے اور فطرت کا صحیح اور کامل علم رکھتا ہے اس **خالق الفطرت** نے تمہیں کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو تم نہ کر سکو بلکہ وہ احکام دیئے ہیں جو تُمہاری طاقت اور مقدرت کے نیچے ہیں چنانچہ وہ فرماتا ہے **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا**۔ انسان کی ممکن وسعت اور فعل اور ترک فعل کی جو مقدرت اسے حاصل ہے اسی وسعت ممکن کے ساتھ ہم حکم کرتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں کہتے جو طاقت سے باہر ہو۔ یہ بالکل جھوٹ ہوگا۔ اگر کہدو کہ فلاں امر و حکم ہماری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ یہ آئت قرآنی شہادت ہے۔

پس اگر میں کچھ کہوں تو تُم کہہ سکتے ہو کہ تم فطرت سے آگاہ نہیں لیکن جب میں کلام الٰہی سناتا ہوں۔ جو خالق و عالم فطرت کا کلام ہے تو تمہارا یہ اعتراض بھی اڑ جائیگا۔ افسوس ہے لوگوں نے فطرت کے معنے بھی گندے کر لئے ہیں اور فطرت کو شرارت کا مفہوم قرار دیا ہے مگر یاد رکھو فطرت **دین قیم** کا نام ہے پس تمہارا یہ عذر کہ ہماری طاقت سے باہر یا فطرت کی استعداد کے خلاف ہے میری اپنی تقریر پر تو ہو سکتا ہے مگر خالق و مالک کے کلام پر نہیں اور میں وہی پیش کرتا ہوں۔

اس **کلام کا علم** اور **قدر** جو **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ جو قرآن کریم کے متعلق فرمایا **ذالکتٰب لاریب فیہ**۔ یہی ایک کتاب ہے جس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں یا شک وشُبہ کی گنجائش نہیں۔ ریب کے دو معنی ہیں شک و شبہ اور ہلاکت۔ اور دونوں ہی یہاں خوب لگتے ہیں۔ قرآن کریم میں شک وشبہ نہیں بالکل درست ہے اس کی ساری ہی تعلیم **یقینیات** پر مبنی ہے ظنی اور خیالی نہیں یا آجکل کی اصطلاح میں یوں سمجھ لو کہ قرآن مجید میں **تھیوریاں** نہیں بلکہ **بصائر** ہیں۔ وہ **یھدی للتی ھی اقوم** ہے۔

پھر قرآن مجید میں ہلاکت کی راہ نہیں یہ بھی سچ ہے کیونکہ اس میں تو **شفا للناس** ہے۔

غرض کلام الٰہی کی تعریف کی حد کر دی کہ **یہی ایک کتاب** ہے اور کتاب ہی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیا عمل کیا کہ اس کے سوا اور کوئی کتاب دیکھی ہی نہیں **تورات** ممکن تھی مگر اس کے لئے بھی کہتے ہیں۔ **فاتوا بالتوراة** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی لاؤ اور پڑھو۔ پس میں اسی کتاب کی چند آئتیں سُناتا ہوں۔

متقی بنو

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ ایمان والو۔ متقی بن جاؤ اور جو تقویٰ کا حق ہے وہ ادا کرو۔ اور نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار رہو۔ گویا تُم موت کو کہدو کہ آ جب تیری مرضی ہے تو ہم کو مسلمان پائیگی۔

موت کا کسی کو کیا علم ہے کہ کب آ جائیگی اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آوے کہ تم **کامل فرمانبردار** ہو۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے جو کبھی طے نہیں ہو سکتا جب تک ہر گھڑی انسان موت کے لئے تیار اور فرمانبردار نہ ہو۔ موت کے وقت انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ طب کے لحاظ سے جو ½ مجھے آتی ہے میں بتاتا ہوں ½ میں نے اس لئے کہا کہ کچھ حصہ تو ڈاکٹر لے گئے جو سرجری کے متعلق ہے اور کچھ عورتوں اور بوڑھیوں کے حصہ میں آ گیا ہے کچھ دائیوں اور حلوائیوں کے حصہ میں آئی ہے۔ کچھ کمانگروں عطائیوں کنجروں اور کنجریوں اور پہلوانوں کے حصہ میں آ گئی ہے ½ ہمارے حصہ میں بھی آیا ہے۔

اس **طب** کی رُو سے میں کہتا ہوں کہ اس وقت بعض غشی کی حالت میں ہوتے ہیں گھر والے کہتے ہیں حضور اسقدر روپیہ دیتے ہیں صرف ایک بات کرا دو مگر وہ ایک بات بھی نہیں کر سکتے فہم بھی باقی نہیں رہتا تمام حواس اور طاقتیں زائل ہونے لگتی ہیں بڑی بڑی بیماریاں آتی ہیں۔ ماں کہتی ہے بیٹا! تم پہچانتے ہو میں کون ہوں بہن کہتی ہے بھائی! میں کون ہوں۔ وہ مُنہ بھی ادھر نہیں کرتا۔ آنکھ جواب دے دیتی ہے اور کان کام نہیں کرتے جبکہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ موت کے قریب کر رہا ہے اور حکم یہ ہے کہ **مسلم** مرو۔ تو انسان کو چاہئے کہ اس کی تیاری کرے اس تیاری کے لئے قرآن مجید نے ایک راہ بتائی ہے کہ

متقی بنو

سلسلہ علت معلول

آج جو کام کر رہے ہیں اُس کی کل تیاری کی تھی اور آج جو کر رہے ہیں یہ کل کی تیاری ہے یہ سلسلہ حکماء نے نامتناہی مانا ہے بات وہ بھی پتہ کی کہتے ہیں مثلاً غور کرو ہم کل یہاں آئے کیوں؟ ایک عمارت کی ایک اینٹ رکھنی تھی۔ ایک شخص متمول ہو پھر وہ تاجر ہو۔ لاہور کا باشندہ ذی وجاہت ہو۔ ہمارے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ وہ ایک عمارت بنوائے اس عمارت میں قوم کا بھی

ملاقات کا منشا ہے مگر پھر کہا گیا کہ اس جماعت کو صرف ضرورت مشورہ کے لئے لایا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا پھر ہتیار پہن کر تم آویں مگر خالد نے کہا کہ ہتیار تو صرف ہمارا لباس ہے ہم ننگے کس طرح پر آسکتے ہیں۔ آپ یہ اندیشہ کیوں کرتے ہیں جنگ میں سو آدمی اتنی بڑی فوج کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں یہ بات اُن کی سمجھ میں بھی آگئی اور انہوں نے ان کو بُلا لیا اندر جاکر انہوں نے اتنی پھرتی کی کہ ماہان بیچ میں گھر گیا۔ خالد آگے بڑھے تو ماہان نے کہا کہ میں نے تو صرف تم کو بُلایا تھا اتنے آدمیوں کو کیوں تکلیف دی۔ خالد نے کہا کہ مشورہ کے لئے لایا ہوں۔ اگر ضرورت پڑے تو یہاں ہی مشورہ ہو جاوے۔ اس **وحدۃ** نے یہ فائدہ دیا کہ وہ خوشامد کی باتیں کرنے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر ذرا بھی رنگ بدلا تو خیر نہیں۔ غرض اس نے جب بہت محبت اور خوشامد کا اظہار کیا تو خالد نے کہا کہ ہمارا کمانڈر انچیف کیا سمجھے گا کہ آپ نے محبت سے ہم کو بلایا ہے اس کے لئے کوئی نشان چاہئے۔ مرنے جینے کو تو ہم کچھ سمجھتے ہی نہیں اس نے کہا کہ میں آپ کو کیا نشان دوں۔ خالد نے کہا مال و دولت کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ہمیں تم ضرار کو دیدو۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ اب وہ یہاں آجانا چاہئے۔ کیونکہ وہ میری جوڑی کا سپاہی ہے میں پسند نہیں کرتا کہ تنہا جاؤں۔ آخر اس نے سوچ لیا کہ یہ سو آدمی ہے اور مرنے ملنے پر طیار ہے۔ یا تو میں یہاں ہی مرتا ہوں اور یا یہ ضرار کو لئے بغیر نہ جائیگا اس لئے ضرار کو بلایا مگر ضرار نے کہا کہ میں نہیں جانا چاہتا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا تامل ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤنگا جب تک وہ چار سپاہی جو میرے ساتھ قید ہیں میرے ساتھ نہ ہوں۔ آخر ان کو بھی بلایا گیا اور ان سب کو خالد کے ساتھ روانہ کر دیا گیا اور وہ بڑی خوشی سے مکان پر آگئے۔ یہ بات تھی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہمدردی، عاقبت اندیشی، ہر معاملہ میں گہری نگاہ کرنا موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے جنگوں میں اور تمدن اور معاشرہ میں نمونہ بن کر دکھا دیا تھا اور وہ اس امتحان اور مدرسہ میں پاس ہو چکے تھے وہی لوگ تھے جنہوں نے **خشن پوش** ہو کر ایک ایک اونٹ یا بکری کے مالک ہو کر جب باہر نکلے تو انہوں نے تمدن و معاشرہ کے اصول وضع کئے اور سلطنت قائم کی اور بڑے بڑے فتوحات کئے۔ اس قسم کے عجائبات ان کے سیاسی امور میں ہیں۔ کہ اگر ان کی صرف غیر قوموں کی تقریروں ہی کو کوئی الگ کر کے پڑھے تو ساری دُنیا کی سیاسی عقل آسکتی ہے۔ ان تقریروں میں بڑی بڑی قوموں کے سیاسی امورات اور عاقبت اندیشیوں کے اشارات ہیں۔

موجودہ حالت

اگر اب مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان نے کہا کہ وہ قلعہ فتح کر لیا۔ میں حیران ہوا کہ اب قلعہ کہاں فتح ہوا اُس کے دوست سے پوچھا تو اس نے کہا کہ "ایک کنواری سے زنا کر لیا۔" افسوس اب ایک ہی کمال رہ گیا ہے۔ لاہور میں اتنے اشتہار قوت باہ کے نکلتے ہیں کہ شائد سارے ہندوستان میں نہ ہوں اور ان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ امساک اور قوتِ باہ کا اتنا دعویٰ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ ایک اور اشتہار سیالکوٹ یا کسی اور جگہ سے نکلتا ہے "سنیاس کا گھوڑا اور لوہے کی لاٹھ" غرض اب ساری طاقت اسی ایک طاقت کے مضبوط کرنے میں رہ گئی ہے۔ غرض مجھے سیاسی امور پر لیکچر دینے کی ضرورت نہیں نہ میں خود سپاہی ہوں نہ سپاہی بنانے لگا ہوں۔ میرا باپ شائد سپاہی ہو کیوں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک کوٹھا تیروں۔ کمانوں اور بندوقوں کا بھرا ہوا تھا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہو تو کیا یہاں **امن** رہ سکتا ہے۔ وہ قرآن بہت پڑھتے تھے اسی کا اثر ہے کہ مجھے بھی قرآن کریم سے بڑی محبت ہے۔ غرض نہ میں نے پولٹیکل لیکچر دینا ہے نہ اکانمی اور اقتصاد پر تقریر کرنی ہے میں مختصر سی بات کے لئے کھڑا ہوا ہوں کرسی کی ٹیک سے کام لے رہا ہوں ورنہ پاؤں اجازت نہیں دیتا۔

مصنفین اسلام

پھر اسلام میں بڑے بڑے لکھاری (مصنفین) موجود ہیں۔ امام رازیؒ جنہوں نے تفسیر کبیر لکھی ہے) چھوٹی سی بات پر ہزاروں صفحے لکھ سکتا ہے۔ ان کے بعد تقسیم مضمون سلاست بیان۔ اور عمدہ طرز پر ذہن نشین کرنے والے امام غزالی ہیں اور انہوں نے نہائت مفید اور بابرکت کتابیں لکھی ہیں جس خوبی سے انہوں نے مضامین کو کھولا ہے۔ اس کی نظیر کم ملتی ہے۔ میں تیرہ سو برس کے مصنفوں میں تین کا نام لے سکتا ہوں۔ تیسرے ابن سینا ہیں۔ اپنے فن کا بڑے لکھنے والا ہے ایسا احاطہ خیالی طور پر مضامین کا کرتا ہے کہ ڈاکٹر بڑی محنت اور جد وجہد کے بعد کوئی بات نکالتے ہیں تو اس کے احاطہ سے باہر نہیں۔

اس زمانہ میں تحریر ایک خاص فن ہے۔ ہمارے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق بخشی تھی **تحریری رنگ** میں آپ کو اعجازی **نشان** دیا گیا تھا۔ میں بھی آپ کی زندگی میں کچھ لکھدیا کرتا تھا مگر آپ کے بعد ایک اور ضرورت کو میں نے مدّنظر رکھا ہے اس سے فرصت نہیں ہوتی۔ وہ کیا؟

میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔

پس اب نہ مجھے کسی لمبی تقریر کی ضرورت ہے اور نہ تحریر کی میں چند باتیں تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہوں اور خدا کی رضا کے لئے کہتا ہوں۔

اختلاف کا نظارہ

میں دیکھتا ہوں تم یہاں تھوڑے سے آدمی ہو مگر سب کی پگڑیاں الگ۔ کوٹ الگ۔ جوتے جدا جدا ہیں۔ طرز غذا الگ ہے۔ چہرے کے خط و خال۔ قد۔ آواز سب جدا جدا ہیں۔ اس طرح پر تو یہ اختلاف اور بھی بڑھا۔ پھر ہر ایک کی صحبتیں الگ۔ ذوقی الگ کتابوں کے مطالعہ الگ۔ خیالی سلسلے الگ اور اب یہ دائرہ اختلاف اور بھی وسیع ہو گیا۔ اور اگر غور کرو۔ تو یہ اختلاف پیدائش سے ہی شروع ہے کسی کی ماں کسی تمدن کی ہے اور کسی کی کسی رنگ کی۔ میری ماں ایک **اعوانی** عورت تھی ان میں مردوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ نہ تھی۔ چہ جائیکہ عورتوں کی طرف ہو مگر میری ماں خدا کے فضل سے پڑھی ہوئی تھی۔ غرض ہر ایک کے ماں باپ کی تربیت جدا۔ پھر محلہ کی لڑکوں کی صحبت کا اثر جدا۔ اس سے آگے چل کر سکولوں اور بورڈنگ ہوسوں میں ایسی تعلیم کی ہوا چلتی ہے۔ کہ ہمارے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں شیطان کو ہوگی۔ پھر کلبوں۔ ڈیبیٹنگ ناولوں اور اخباروں کے اثرات۔ پھر ہر مضمون پر اس قدر رسالے اور اخبارات ہوتے ہیں کہ بعض وقت انسان حیران ہو جاتا ہے مجھے بھی کتابیں پڑھنے کا جنون ہے مگر آجکل اس قدر رسالے۔ اخبارات اور کتابیں نکلتی ہیں کہ ان سب کا پڑھنا

اور مسافر نوازی کرنا بعض اوقات مسافروں کے ریل پر پیسہ نہیں رہتے ایسے لوگوں سے سلوک کرنا ضروری ہے۔ نمازوں کو قائم رکھنا عسر یسر۔ جنگ ہو یا صلح۔ راحت ہو یا رنج۔ افلاس اور غریبی ہو یا امیری۔ ان تمام مرحلوں میں اللہ کو ناراض نہ کرنا یہ تمام امور مختصراً تقوٰی کے اصول ہیں۔ جو شخص ان پر کاربند ہوگا وہ متقی ہوگا۔ تقوٰی کے نتائج بہت ہیں مگر ایک ان میں سے یہ ہے کہ **متقی کی موت مسلمان کی موت ہوگی**

اعتصام بحبل اللہ

اس اصل کو قائم رکھنے کے لئے ایک اور قاعدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور وہ یہ ہے واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا کہ سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ مدرسوں میں رسہ کشی کا ایک کھیل ہوتا ہے اور تم نے دیکھا ہوگا اس میں دو پارٹیاں ہوتی ہیں۔ ایک ایک طرف۔ دوسری دوسری طرف جس طرف کے لڑکے **وحدۃ** کے ساتھ مل کر زور نہ لگائیں وہ جیت نہیں سکتے۔ یہ لڑکوں کی فطرت میں ایک امر رکھدیا ہے مسلمانوں کو بھی ایک **حبل اللہ** دیا گیا ہے ان کا فرض ہے کہ سب کے سب مل کر زور لگائیں۔ اب قرآن کریم کے اعتصام کے مسلمان مدعی ہیں۔ ایک طرف جڑ کاٹنے کے لئے **آریہ**۔ برہمو سناتنی۔ مسیحی۔ دہریہ۔ ملحد اس رسہ کو کھینچ رہے ہیں اور زور لگا کر اپنی طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اس **حبل اللہ** کو پکڑنے کا دعوٰی کیا ہے ان مخالف اقوام میں سے **برہمو** سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے نرم ہیں مگر میں ان کو سب سے بڑا دشمن اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہی میں دغاباز اور جھوٹے قرار دیتے ہیں (**نعوذ باللہ**) اور یا پاگل اور کم عقل کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ دروغ مصلحت آمیز پر عمل کرتے تھے اسی طرح ملائکہ کے وجود کو شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نبوت کے کارخانہ کا مدار ملائکہ پر ہے اور بھی باتیں ہیں جن کے بیان کی اس وقت ضرورت نہیں مجھے براہمو لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔

ایسا ہی سناتن لوگ پہلے اعتراض نہ کرتے تھے مگر اب وہ بھی کہنے لگے ہیں۔ مسیحی لوگوں نے تو اسقدر کوشش کی ہے کہ عقل و وہم و فکر میں نہیں آ سکتی۔ تین ہزار اعتراض انہوں نے اسلام پر کیا ہے اور شبہ ڈالتے ہیں مالی طمع دیتے ہیں اور بہت سے ذریعے لوگوں کو مسیحی بنانے کے اختیار کر رکھے ہیں ضلع سیالکوٹ میں ایک شخص پر خطرناک مقدمہ تھا۔ اس کو کہا گیا کہ عیسائی ہو جاؤ تو شاید بچ جاؤ۔ چنانچہ وہ مسیحی ہو گیا اور روئیداد مقدمہ میں یہ امر بھی آ گیا کہ مسیحی ہونے کی وجہ سے شبہ کیا جاتا ہے اور گواہی میں مخالفانہ شہادت تعصب مذہبی کے باعث ہے۔ اس سے وہ بچ گیا کیونکہ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھدیا کہ گو شہادت قوی ہے مگر مذہبی عداوت کا رنگ رکھتی ہے۔ بعد میں اس نے چاہا کہ مسجد جو اس نے بنائی تھی۔ اُسے توڑ کر گرجا بنا دے۔

میرا ایک دوست لاٹ صاحب سے ملنے گیا ملاقات کے دوران میں لاٹ صاحب نے خود اٹھ کر ایک نہایت خوبصورت بائیبل لا کر دی اس امیر نے مجھ سے ذکر کیا تو میں نے کہا کہ کیا کبھی تم نے بھی کسی اپنے ملنے والے غیر مذہب کے آدمی کو کہا کہ قرآن پڑھا کرو وہ بولا ہم تو یہ کام ملاؤں ہی کا سمجھتے رہے ہیں۔

اب مسیحیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کا جدید طریق اختیار کیا ہے۔ سڑکوں پر دائرہ اور تکیہ بناتے ہیں۔ تا کہ وہاں آنے جانے والوں کو تبلیغ کریں۔ سوچو کہ وہ کسقدر کوششیں قرآن کریم کے برخلاف کر رہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل جدا ہے۔ انہیں خبر بھی نہیں کہ

دنیا میں کیا ہو رہا ہے

بس یاد رکھو کہ اگر پوری طاقت و ہمت اور یکجہتی سے اس **حبل اللہ** کو مضبوط نہ پکڑو گے تو مخالفین اسلام اس رسہ کو لیجائیں گے (خدا نکرے ایسا ہو)

اس رسہ کو مضبوط پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ **قرآن مجید** تمہارا دستور العمل ہو۔ تمہاری زندگی اس کی ہدایتوں کی ماتحت ہو تمہارے ہر ایک کام۔ ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو **شفا** اور **نور** ہے۔

یاد رکھو۔ دنیا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ کی رسہ کشی میں وہی کامیاب ہوگا۔ جو **حبل اللہ** کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ پس اس وقت ضرورت ہے کہ تم میں **عملی زندگی** پیدا ہو۔ اور تفرقہ نہ ہو۔ میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں **واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا**۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

افسوس ہے کہ اب ان امور پر سوچنے کی بھی فرصت نہیں ان کے مشاغل ہی اور ہیں کہیں وہ پولیٹکل امور میں اُلجھے ہوئے ہیں اور کہیں انجمنوں کے فکر ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ قوم اس وقت سدھر جاویگی جب وہ دوسری قوموں کی طرح **ایجیٹیشن** کریگی اور اپنے حقوق کے لئے اپنی طاقت پر بھروسہ کریگی۔ دوسرا کہتا ہے نہیں قوم کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اس لئے پہنچا ہے کہ وہ سود نہیں لیتی مسلمانوں کا لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ رائیگاں جاتا ہے ایک کہتا ہے کہ اخبار میں یہ آرٹیکل نہ لکھا تو کچھ نہیں۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ رسالہ نہ ہوا۔ تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ قوم میں اگر میں اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی راہ سے ہوگی غرض جو جس کے جی میں آتا ہے کہدیتا ہے۔

میں تمہیں کہتا ہوں۔ یہ نجات کی راہیں نہیں۔ ان باتوں سے کچھ نہ بنیگا ایک ہی راہ ہے کہ حبل اللہ کو **مضبوط پکڑو** جب تک قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق تمہارا عمل درآمد نہ ہوگا۔ اور اس حبل اللہ کو مضبوطی سے نہ پکڑے رہوگے۔ تم کامیاب نہیں ہو سکتے پس تفرقہ نہ کرو۔ تم اعداء تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آگ کے کنارے سے نکلے ہو۔ آئندہ اس آگ سے بچو۔

بحث خلافت

تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک کیا اور پھر اس کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا کہ **خلافت** کے متعلق بڑا اختلاف ہے حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو۔ میں نے کہا کسی رافضی کو جا کر کہدو۔ کہ علیؓ کا حق تھا ابو بکرؓ نے لے لیا۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا **اخلاقی یا روحانی** فائدہ پہنچتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا **خلیفہ** بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے۔

میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے۔

حصّہ ہو۔ اور پھر اس نے کہا کہ آکر دعا کرو۔ تو ہم آ گئے۔ ہمارا یہاں آنا کسقدر اسباب اور نتائج کا سلسلہ رکھتا ہے پھر وہ قوم عبس کا اس کی عمارت میں حصہ ہے کیونکر بنی؟ ایک مرزا (علیہ السلام) آیا اس نے لوگوں کو نصائح کیں اور اشتہار دیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر آیا ہے اس تاجر نے اس کو **قبول** کیا اور اس کی وفات کے بعد اس نے ہمارے ساتھ تعلق کو قائم رکھا۔ مرزا صاحب نے ایسا کیوں کیا۔ پھر یہ لاانتہا اسباب اور نتائج کا سلسلہ ہے۔ غرض ان اسباب کے ماتحت ایک بات ہوئی کسی نے تم کو خط لکھے تم آ گئے پھر تمہارے آنے کے مختلف اغراض ہیں کوئی اس لئے آ گیا کہ اس تقریب پر میں کیا کہتا ہوں۔ اس نے سن لیں کسی نے کچھ سوچا اور کسی نے کچھ زیر نظر رکھا ایک ایڈیٹر ہے وہ اس واقعہ کو تاریخ سلسلہ کا ایک واقعہ قرار دیکر تاریخ کا ایک ورق بڑھانا چاہتا ہے میں کہتا ہوں اچھا ہے تم بھی ایک ورق تاریخ میں اُلٹا دو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اور کیونکر ہوگا۔ غرض ہر شخص مختلف اسباب کے نیچے یہاں آیا۔ اور پھر مختلف نتائج ان اسباب سے پیدا ہونگے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ علت معلول کا سلسلہ ایک لمبا سلسلہ ہے پس میں تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **تم بھی مسلمان ہو کر مرنا۔** اور اس کے لئے اگر آج تیاری نہیں کرتے تو مسلمان ہو کر مرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر کہو کہ مرنے کے وقت مسلمان ہو جائیں گے اور کلمہ پڑھ لیں گے تو یہ ایک خیال باطل ہے۔ آج ہی کچھ تیاری کروگے تو کچھ بنے گا۔

ایک مثال اس وقت جو حالت ہوتی ہے وہ میں تمہیں طبی تجربہ سے بتا چکا ہوں۔ ایک مثال کے ذریعہ اور بھی واضح کرتا ہوں۔ ایک کنچنی تھی میں نے اس کو بہت نصیحتیں کیں آخر میں نے اس کو کہا کہ **تم بدکاری سے توبہ کرلو۔** میں جوان تھا وہ اپنے گھر کے خوبصورت حصّہ کو زیور سے خوب آراستہ کر کے میرے پاس آتی رہی اور مجھے یہ بھی کہتی تھی کہ توبہ کرلی۔ آخر وہ کوئی تین چار ماہ غائب رہی اور پھر بڑے تزک و احتشام سے آئی اور مجھے کہا کہ مولا! توبہ اور بھوک سے مرنے لگے تھے اس واسطے اب کے ہولی میں توبہ توڑ دی۔ اس کی یہ بات سُن کر میرے دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے معلوم کیا کہ اس نے کوئی بڑی بدکاری کی ہے اور اس طرح پر اس نے توبہ کی تذلیل کی ہے اس نے کہا کہ وہاں سے ہم کو چار سو روپیہ ملا۔ اس کی یہ باتیں سُن کر میرے دل میں سخت جوش آیا اور میں نے کہا یہاں سے چلی جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا رحم کیا ہے تم مجھ کو گرفتار کرنا چاہتی تھیں وہ داؤ نہیں چلا۔ اب **توبہ کی حقارت کرتی ہو۔** یاد رکھو اب تمہیں توبہ نصیب نہ ہوگی۔ جب وہ گھر گئی تو اس پر فالج گرا اور زبان بند ہو گئی اس کا لڑکا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ حالت ہے۔ وہ روپیہ لائی تھی کہیں رکھدیا ہے اور بتا نہیں سکتی اس کو اس کے مرنے کا جو غم تھا وہ تھا ہی اس کے ساتھ ایک اور مصیبت تھی کہ پانچ سو روپیہ روٹی پر پہلے دینا پڑتا تھا۔ میں نے اس کو کہدیا کہ وہ بات نہیں کر سکیگی مگر اس نے بہت منت کی کہ آپ دیکھیں تو سہی مگر مجھے یقین تھا کہ **توبہ نصیب نہ ہوگی۔** میں نے اس کو کہدیا کہ زبان تو چل نہیں سکیگی۔ البتہ اگر تم میری بات مالو۔ تو تمہیں ایک نکتہ بتاتا ہوں۔ تمہارا پانچسو روپیہ بچ جاویگا۔ غرض میں اس کے ساتھ گیا اور دیکھا کہ زبان پر بھی فالج تھا۔ میں نے اس کو کہا کہ اس کو آواز دو اب کانوں میں کچھ نہیں سامنے ہو کر دیکھ لو آنکھوں میں بھی کچھ نہیں۔ میں یہ تماشا قدرت کا دیکھ رہا ہوں تم اب کسی اور کو بُلا کر علاج کراؤ میں علاج نہیں کر سکتا۔ اس وقت میں نے ان کو کہا کہ تمہارے گھر میں فلاں عورت ہے اس کو بلاؤ۔ وہ نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی۔ جب وہ آئی تو میں نے اس کو مرنے والی کی حالت دکھا کر کہا اس کو دیکھ لو اگر توبہ کرلو تو بہتر ہے ورنہ میں اور فتویٰ دیتا ہوں۔ یہ لوگ ایسی باتوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں وہ ڈر گئی اور اس نے کہا کہ توبہ کرتی ہوں۔

تب میں نے اس لڑکے کو کہا کہ اگر تم وہ پانچسو جو روٹی پر صرف ہوتا ہے خرچ نہ کرو تو کنجر ہی بُرا کہیں گے کوئی شریف بُرا نہ کہیگا اور **مادہ فاسد** اب توبہ کرتی ہے تم کھانا موقوف کردو اب خواہ ان کنجروں کی تعریف حاصل کرلو۔ خواہ شرفاء کی۔ خدا نے اس کو سمجھ دیدی اور اس نے مان لیا اور کہا کہ پانچ سو بچ گیا دوسرے بھائی کو کہا اُس نے بھی مان لیا۔

مسلمان مرو میری غرض تمہیں داستان سنانا نہیں اس واقعہ سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ مرتے وقت توبہ کرلیں گے وہ جھوٹے ہیں اس وقت کس کو ہوش رہتی ہے۔ اس وقت کوئی فہم نہیں ہوتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے بعض بندے ہوتے ہیں جن کو دیکھا ہے کہ مرتے ہوئے بھی کچھ کہتے جاتے ہیں ان میں ہندوؤں کو بھی دیکھا ہے۔

جب یہ حالت ہے کہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں کہ مرتا ہوا مسلمان مرے تو اس کی آج فکر کرو۔ مسلمانی کی موت تب ہی ہو سکتی ہے کہ ابھی سے تیاری ہو پھر جس وقت چاہے موت آجاوے اس کا گُر اس آیت میں بتایا ہے کہ **متقی بن جاؤ۔** مسلمان مرنے کا طریق تقویٰ ہے پس میں بھی چاہتا ہوں کہ

تقویٰ اختیار کرو اور ایسا تقویٰ جو تقویٰ اللہ کا حق ہے

عقائد اسلامی تقویٰ کیا ہے عقائد صحیحہ ہوں اور اُن کے موافق اعمال صالحہ ہوں اور اخلاق فاضلہ ہوں۔ عقائد صحیحہ کیا ہیں؟ ہمارے عقائد بہت آسان ہیں۔ اوّل ایمان باللہ! اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّی اور تمام بدیوں سے منزہ یقین کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اس کا شریک اور ندنہ ماننا وہ اپنی ذات میں یکتا۔ اپنی صفات میں بے ہمتا۔ اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شئی ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے اسی کا نام لینا اسی کو نافع اور ضار یقین کرنا اور کسی سے اللہ کے سوا تعلق نہ ہو۔

پھر ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے پھر اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے پھر اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً دُنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا۔ اور ہم ان تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا جن کا ذکر نہیں ہوا۔ اور ان انبیاء کی **نبوت** اور **بعثت** میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پاک گروہ نے خدا تعالیٰ کا کلام مخلوق کو پہنچایا پھر جزا و سزا پر ایمان لانا یعنی مسئلہ تقدیر کو ماننا کہ وہ حق ہے جنا حق ہے حشر نشر۔ پل صراط۔ جنت و نار سب حق ہیں یہ تو عقائد صحیحہ ہیں۔

اس کے بعد اعمال صالحہ ہیں کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں۔ ان میں **نماز** ہے۔ زکوٰۃ ہے **حج** اور **روزہ** ہے اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنا اور رذائل سے بچنا۔ قرابت داروں۔ **یتامیٰ**۔ مساکین سے اپنے مال سے سلوک

بھارت

اردو کا ہفتہ وار اخبار جو کہ ہر شکر کے دن جالندھر شہر سے شایع ہوتا ہے

اس کی خصوصیتوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں (۱) آریہ سماج کے سدھانتوں پر نہایت متانت سے بحث کرتا ہے یہ باہمی جھگڑوں کی طرف آریہ پرشوں کی توجہ کو ہٹا کر ان کے اندر دھارمک وچار اور سوادھیائے کے لئے رچی پیدا کرتا ہے اس کی تقریباً ہر ایک اشاعت میں کسی نہ کسی ویدک سدھانت پر بحث ضرور کی جاتی ہے (۲) یہ ویدک دھرم کو اکی اپنی روشنی میں پرگٹ کرتا ہے اور غیر مذہب کے کئے ہوئے اعتراضوں کا جواب نہایت سنجیدگی اور شستگی کو ہاتھ سے نہیں دیتا (۳) یہ شخصی اخبار نہیں اس لئے ذاتی جھگڑے اس کے اندر جگہ نہیں پا سکتے۔ (۴) یہ آریہ پرشوں میں آرگنزیشن کے لئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور انھیں اپنی آرگنزیشن کیلئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور انھیں اپنی آرگنزیشن کو مضبوط بنانے کی اپیل کرتا ہے (۵) یہ آریہ سماج کا حقیقی آرگن ہے کیونکہ یہ اپنے تئیں اس یا اس ذات کے پیچھے نہ لگا کر ساری سماج کی بہبودی کے لئے کوشاں رہنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے (۶) استری سکھشا اور پتت ادھار اس کے خاص کاریہ کشیتر ہیں (۷) یہ بھارت ورش کے پریس کے ٹون کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

انھیں خصوصیتوں کے باعث اسے پبلک اور خصوصاً آریہ پبلک نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آریہ سماجوں نے نہایت سرگرمی اور کمال جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ قیمت باوجود ان سب خصوصیتوں کے نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپیہ سالانہ

ملنے کا پتہ منیجر بھارت جالندھر شہر

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی تھی۔ انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا ہے جس کا ترجمہ ماہنامہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ اور ادبی مضامین نظم و نثر

اسی ۸۰ صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی یا مروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۲۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل ہیں بنتی ہیں مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیے ۲۰ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھتا ہے یہ دوا لحظہ میں آپ کو بحال کر دیتی ہے اور ریاح جس سے ٹیس چمک پڑکر رگوں میں کھنچ کھنچ سی ہو کہیں چھونے سے ہوا سی فوراً آرام ہو جاتا ہے اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت تین شیشی کی ڈبیہ ۱ محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۲ ڈبیہ تک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور سوکھ کر تھک گئی ہو تو اسکو سکاٹس املشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے دینے سے بچوں میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے



استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے اچھا ہے چھوا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ باؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی وہ ہندوستان پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانسو تک پہنچ چکی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

انہوں نے اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں توجہ اللہ دی ہیں۔

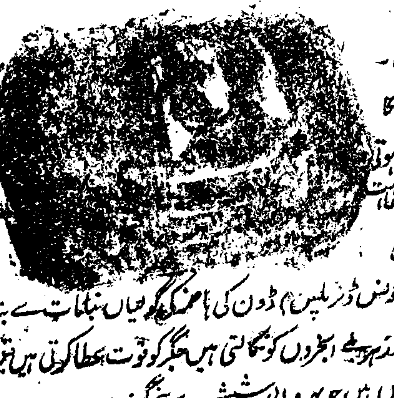
لوٹ ان پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے "**منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی**" تار کا پتہ "**میڈیسنز دہلی**"

کیا آپ بیمار ہیں

جب آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ آپ کو کونسی شکایت ہے تو آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہو تو رات کو سوتے وقت ڈونس ڈرلپس ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں دو یا تین کھا لیجئے اور دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا مادہ فاسد پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتے ہیں اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان صفرا صفراوی بخار یا پت بدہضمی پھیپھڑوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دوا یعنی چکر آنا۔ درد سر لغنی یعنی کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ ڈونس ڈرلپس ڈون کی ہاضمہ گولیاں نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورہ بالا مصدر مرضوں کو ہٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزاء کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت فی شیشی ۱۴ر و ۴۲ر بارہ آنہ والی شیشی ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۱۴ر والی شیشی سے ہمگنی ہیں۔



۱۲ر والی شیشی ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ سے طلب کرو۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل دیکھ رہی ہو کر لا امان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزما لو پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر شکایت ہے یہ اس مرض کیلئے یہ معجون طیلک ہی جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگواؤ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ۱۰۰

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچی ہو ہمارا اس طلا سے فائدہ اٹھا لیا اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ آپکو مفید پائینگے قیمت ۸ ماشہ ۱۰

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۱۰

منجن دنداں - دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۱۰

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی